رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۲۱

جلد ۳ | ۲۱ رفا ۱۳۳۳ ہش ۲۲ صفر ۱۳۷۴ھ - ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۴۰

ڈاکٹر کاٹجو کے مضمون پر بے لاگ تبصرہ

"یہ مضمون کوئی قومی خدمت نہیں ہے"

از جناب ڈاکٹر شنکر داس مہرہ دہلی

(۱)

میں نے ڈاکٹر کاٹجو صاحب کا نہایت ٹھنڈا اور شستہ مضمون پڑھا اور ساتھ ہی بہت سے گرم تنقیدی مضمون میری نظر سے گزرے، جہاں تک مضمون لکھنے کا مقصد تھا۔ وہ بُری طرح ناکام رہا۔ ڈاکٹر صاحب ہندو مسلم اتحاد چاہتے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے مضمون میں ایک راہ عمل پیش کی، مگر نتیجہ نکلا۔ اختلافات، تلخی اور دشمنی کے لئے مواد، یقیناً یہ نتائج بڑے افسوسناک ہیں۔

مجھے اس کی تجویز سے حصہ نہیں لینا۔ آخر گڑے مُردے اکھاڑنے سے فائدہ؟ مُردہ مسائل کو دوبارہ زندہ کرنے سے کیا حاصل؟ ہم آج کی دنیا میں بستے ہیں ہمیں آج کے مسائل پر ہی بحث کرنی چاہیئے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ بطور قوم اور ملک ہماری بقا کہاں ہے، کون ہمسایہ ساتھی ہو سکتا ہے اور کون دشمن، ہمیں کن طاقتوں کو اپنانا اور کن سے دور رہنا ہے۔ اور کن سے ہمیں چوکس رہنے کی ضرورت ہے

دوستی اور دشمنی دائمی نہیں ہوتی

یہ ضروری نہیں کہ کل کے دشمن آج کے بھی دشمن ہوں دنیا میں حالات ہمیشہ بڑی تیزی سے بدلتے رہتے ہیں، اور اُن کے ساتھ ہماری گہری دشمنی تھی۔ کوئی ظلم و ستم نہ تھا جو انگریز نے موجودہ لیڈر شپ پر نہ توڑا ہو۔ چرچل صاحب کو ہم بل ڈاگ کہتے تھے۔ مگر حالات نے ایک دم کروٹ لی۔ برطانوی راج ختم ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہند انگریز دشمنی بھی۔ آج برطانیہ بھارت کا سب سے بڑا گہرا دوست ہے۔

ہم کامن ویلتھ میں ہیں اور برطانوی نیوی ہماری سمندری سرحدوں کی حفاظت کر رہی ہے۔ ہم نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے گلے میں ہار ڈالے ہیں اور آج ہم خوشی سے انگریز کی سب سے بڑی منڈی ہیں۔ آج ہماری بدولت انگریز کا رسوخ چین میں بڑھ رہا ہے۔ اور امریکہ اس جہت سے جل رہا ہے۔

اگر ہم آج ہی انگریز یا اینگلو انڈین سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ وہ انگریزوں کے سابقہ کارناموں پر اظہار افسوس کریں۔ تو پھر ہندوستانی مسلمانوں سے جن کا تعلق محمد غوری یا محمود غزنوی سے دور کا بھی نہیں یہ مطالبہ کرنا کہ وہ اُن کے اعمال پر اظہار افسوس کریں ایک لغو سی بات ہے۔ اگر ہم کسی قوم سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں تو وہ افغان قوم ہے۔ مگر موجودہ حالات میں مجھے یقین ہے۔ کہ ہم ایسا کرنے کا حوصلہ نہیں کریں گے۔ کیونکہ وہ ہمارے ہمسایہ قوم ہیں اور ہماری ڈھال۔ زمانہ ماضی میں ہمارے اُن کے کچھ تعلقات رہے ہوں مگر موجودہ دور میں وہ ہمارے دوست ہیں۔ ظاہر ہے ہم اپنے اچھے تعلقات خراب نہیں کر سکتے

بھارت کے مسائل

آج بھارت کے سامنے منذر یا مسلم کے مسائل نہیں ہیں، آج ہمارا سب سے بڑا مسئلہ امن کی فضا کو قائم رکھنا ہے تاکہ ہماری قومی تعمیر ہو سکے اور ہم آگے بڑھ سکیں۔ آج ہمارے ہاں غربی ہے بیماری ہے، ناخواندگی ہے، بیکاری ہے ہم ان مسائل سے دوچار ہیں۔ ہم پانچ سالہ پلان پر اپنی تمام قومی توتیں صرف کر رہے ہیں۔ تاکہ تعمیر ہو اور ملکی دولت بڑھے آج ہماری قومی پالیسی امن کی ہے۔ جنگ کی نہیں۔ امن سے ہی ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ہم نہ صرف اپنے ملک میں امن چاہتے ہیں بلکہ اپنے گرد و پیش میں امن کی فضا رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ہماری دولیش جتی کا آدھار ہے اسی پالیسی کے تحت ہم نے کوریا اور ہند چینی میں جنگ بند کرانے کی ذمہ داری مول لی۔ اور اسی کے لئے ہم پاکستان امریکن جنگی پیکٹ کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارے امن کو برباد کر سکتا ہے۔ آج ہماری تمام قومی طاقت دنیا میں امن قائم کرنے پر صرف ہو رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کسی طرح دنیا میں ایک ایسا تیسرا بلاک اُبھر آئے جو جنگ کو کم سے کم دس بیس سال اور ٹالی دے۔ یہ ہے مقصد کولمبو کانفرنس اور ایشیا افریقہ کانفرنس کا جو حال میں انڈونیشیا میں ہونے والی ہے اور جس کی رہنمائی پنڈت نہرو کر رہے ہیں۔ امن کی خاطر ہی پنڈت نہرو چین جا رہے ہیں تاکہ کسی طرح جنگ رُک جائے۔ ہماری کوششوں کو جنرل آئزن ہاور نے بھی تسلیم کیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ دنیا میں کھچاؤ کم ہو گیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا مضمون کہاں تک ہماری سرکاری نیتی یا پنڈت نہرو کی نیتی سے میل کھاتا ہے۔

پنڈت نہرو کی نیتی

پنڈت نہرو چاہتے ہیں کہ بھارت کی دوستی مسلم اور بودھ دنیا سے بڑھے۔ یہی ان کا ایشیا، اور افریقہ اتحاد کا مطلب ہے۔ اگر ہم مذہبی بنا پر دنیا بانٹ دیں تو ہم دیکھیں گے کہ دنیا کے پانچ حصے ہیں (۱) عیسائی دنیا جس میں امریکہ، یورپ اور آسٹریلیا آتا ہے (۲) مسلم دنیا۔ (۳) ہندو دنیا (۴) بودھ دنیا (چین، جاپان، برما اور سیلون) (۵) بے دین افریقہ کے حبشی۔ دنیا ان پانچ انسانی گروہوں میں اگر آج کوئی طاقتور ہے۔ تو پہلا گروہ عیسائی گروہ۔ اگر دنیا کے تمام انسانوں کو خطرہ ہے۔ تو اسی گروہ سے چاہے یہ اینگلو امریکن سامراجی گروپ میں ہو یا کمیونزم کے روپ میں۔ آج دنیا کی خوش قسمتی ہے کہ روس اور امریکہ میں کشمکش ہے نہیں تو تمام دنیا غلام ہوتی۔

آج بھارت کے ہندوؤں کو مسلم جگت سے کوئی خطرہ نہیں۔ بیچارے مسلم خود بری طرح بکھرے ہوئے ہیں۔ اور ان کی اقتصادی لوٹ ہو رہی ہے عرب دنیا کو دیکھو۔ ایران پاکستان کو دیکھو۔ ترکی کو دیکھو۔ سب آج امریکی سرمایہ کے غلام ہیں۔ اور امریکی سرمایہ ان کے ملک کا سونا تیل اور دوسری معدنیات ہتھیا رہے ہیں۔ یہ ہند کے لئے ایک خطرہ نہیں ہے۔ یہ تو آزادی کھو چکے ہیں۔ ہاں ان کی غلامی ہمارے لئے خطرہ کا باعث ہے اس لئے ہمیں ان کی مدد کرنی ہے۔ ان سے پریم بھاؤ پیدا کرنی ہے۔ تاکہ یہ مشترکہ خطرہ میں ہمارے ساتھ رہیں۔ یہی وجہ ہے ہند عرب اور افغان دوستی کی۔ یہی کارن ہے کہ ہم ایران اور پاکستان سے پریم کا رستہ بڑھانا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ کہیں مسلم جگت گورے عیسائی گروہ کے ہاتھوں پڑ کر ہمیں خراب نہ کرے۔ جہاں تک ڈاکٹر کاٹجو کے مضمون کا تعلق ہے ہمارے اور مسلم جگت کے درمیان مالی ہو سکتا ہے اس وقت سوال یہ ہے ... (باقی صفحہ پر)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۳ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت متعلق الفضل میں شائع شدہ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی اطلاعات حسب ذیل ہیں:

۱۲ اکتوبر۔ صحت ابھی خراب ہے۔

۱۳ اکتوبر۔ ابھی گھٹنے میں درد ہے۔

احباب اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

لاہور۔ ۱۵ اکتوبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت پہلے کی نسبت بہت حد تک بہتر ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب کی کامل صحت یابی کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

واشنگٹن۔ ۱۵ اکتوبر۔ انگلستان کے قیام کے بعد عزیزم مرزا مظفر احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ خیریت کے ساتھ امریکہ پہنچ گئے ہیں۔ امریکہ میں ان کے کامیاب قیام اور بخیریت واپسی کے لئے احباب دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ۔ چند روز قبل ہیترجیترال کے جہاز کا افسوسناک حادثہ ہوا جس سے ان کی وفات ہوئی۔ یہ جہاز دو سیٹوں والا تھا جس کے ہوا باز مسٹر عبد الحمید صاحب غزنوی ایک مخلص احمدی تھے۔ یہ ہونہار نوجوان عزیز محمد خان صاحب غزنوی کے فرزند تھے۔ خان صاحب موصوف نے احمدیت کی خاطر اپنے وطن کو خیرباد کہا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنے کا موقع پایا ہیں ان کے جوان سال اور ہونہار بچے کے سانحہ ارتحال پر ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور والدین و اقارب کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین (ادارہ)

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

(۱) حقائق القرآن

گناہ اور سزا کی حقیقت

ان الذین لا یرجون لقاءنا . . . . بما کانوا یکسبون (یونس آیت ۹)

تفسیر :- (۲) تیسرا نکتہ جو اس آیت میں یاد رکھنے کے قابل ہے یہ ہے کہ اس میں گناہ اور سزا کی حقیقت پر ایک لطیف روشنی ڈالی گئی ہے۔

گناہ کے متعلق تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی گناہ جس کی سزا ملتی ہے۔ جو مکسوب ہو اور کسب کے معنے . جمع کرنے اور جان بوجھ کر کرنے کے ہیں۔ پس کسب کے لفظ سے دو اشارے کئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ گنہگار وہ ہے جو جان بوجھ کر گناہ کی آلائش میں گرتا ہے۔ اگر کوئی خطا اور نسیان سے کوئی برا فعل انسان سے صادر ہو جاتا ہے۔ تو وہ حقیقی گناہ نہیں۔ اور ایسا انسان شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں گنہگار نہیں کہلائے گا۔

اور دوسرا اشارہ یہ کیا گیا ہے کہ گنہگار کے لئے ضروری ہے کہ وہ گناہ کو جمع کرے۔ یعنی لگاتار گناہ میں مبتلا ہو۔ اگر تو اتر نہ ہو۔ یعنی انسان گو دیدہ دانستہ ہی گناہ کرے مگر اس کے فعل کے بعد پشیمان ہو کر اسے چھوڑ دے اور توبہ کرے تو وہ بھی گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ کسب کے معنوں میں جمع کرنا بھی شامل ہے۔ اور تواتر پر بھی لفظ دلالت کرتا ہے۔ پس ان معنوں کی رو سے اسلامی شریعت میں سزا کے قابل مجرم وہی ہوگا جو دیدہ دانستہ جرم کرے اور بعد میں اس سے تائب نہ ہوا ہو۔

ناری — اور — نوری

سزا کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ماواھم النار (ان کا ماویٰ نار ہوگا) . . . . .

عذاب اخروی کا نام نار اس لئے رکھا گیا ہے کہ دنیا دو مظاہر کا مجموعہ ہے۔ ناری اور نوری۔ خدا تعالیٰ سے تعلق نور کی طرف لے جاتا ہے۔ جو ٹھنڈک اور خوشی کا موجب ہوتا ہے۔ اور دنیا کی طرف جھک جانا نار کی طرف لے جاتا ہے۔ کیونکہ بدی ایک آگ ہے۔ جو اسے اختیار کر لیتا ہے اس کے لئے اس کے مشابہ مقام تجویز کیا گیا ہے۔ (تفسیر کبیر)

---

(۲) ارشادات سید الانام

رسول کی بشری حیثیت ۔ باہمی الفت ۔ رحم رحم کے لئے!

(۱) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "دیکھو لوگو میں تمہاری طرح انسان ہوں۔ اور تم لوگ جھگڑا لیکر میرے پاس آتے ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک شخص زیادہ چرب زبان ہو۔ اور اس کی تقریر سن کر اس کو میں کسی دوسرے کا حق دلا دوں تو یاد رکھو کہ وہ چیز اس کے حق میں ایک آگ کا انگارہ ہے (بخاری) (۲) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن دوسرے کے حق میں ایسا ہونا چاہیئے جس طرح عمارت کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کے حق میں ہوتی ہے یعنی اس کو سہارا دیتی ہے اور قائم رکھتی ہے۔ (بخاری) — (۳) حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا (بخاری)

مسجد اور سیاسی پروپیگنڈا القبلۃ!

ایک اور مقتدیٰ ! ص ۵

واضح رہے کہ اگر اسلامی فرقوں کا باہمی اختلاف بقول معاصر فقہی مسلک پر عمل کرنے کے باعث ہی تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکل سکتا کہ ہر فرقہ اپنے تئیں ایک ناقص اسلام کا نمائندہ قرار دیتا ہے۔ بلکہ جس فرقہ کے مسلمان سے بھی آپ دریافت کریں اس کا سیدھا سادہ جواب یہی ہوگا کہ میرا مسلک ہی کتاب و سنت کی کامل تشریح و توضیح ہے۔ اس طرح ہر گروہ اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے، اعلائے کلمۃ الحق کے مقصد کو ادا کر رہا ہے اور ایک بات ضرور ہے کہ" اعلائے کلمۃ الحق

کے بڑے مقصد کی تشریح اگر جماعت اسلامی کے نصب العین میں بیان کردہ سکیم کے مطابق کی جائے، تو بلاشبہ نہ صرف بھارت کے مسلمان اس سے دور ہیں بلکہ جب سے اسلام دنیا سے متعارف ہوا ان اصولوں پر کبھی کاربند نہیں ہوا۔ کیونکہ صدہا صلحاء امت نے اپنی قوت قدسیہ اور پاک صحبت کے ذریعہ پہلے لوگوں کے دلوں کو صاف کیا پھر ان کے جسم خود بخود مطیع و منقاد ہو گئے۔ انہیں کبھی "اصلاح خلق کی سکیم کو چلانے کے لئے حکومت کے اختیارات پر قبضہ کرنے کی" ضرورت پیش نہ آئی !!

پس اگر کوئی شخص آج بھی اس عظیم الشان روحانی انقلاب کے دیکھنے کا آرزومند ہے تو اس پر عمل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ کلام

ہے مدت سے شیطان کے ہاتھ آئی
ہر اک چیز الٹی نظر آ رہی ہے
یہ گنگا تو الٹی بہے جا رہی ہے
میں خود اپنے گھر کا بھی مالک نہیں ہوں
فراڈ کا ہے ذکر ہر اک زباں پر
شجر کفر کا کونپلیں لا رہا ہے
ترے باپ دادوں کے مخزن مقفل
ہیں مرے دشمنا حقدہ گیر دنیا
شیاطین کا قبضہ ہے مسلم کے دل پر
تو اک بار مجلس میں مجھ کو بلا تو
خدا میرا بدلہ ہے لیتا ہمیشہ
سنا کرتے ہیں دل کی حالت ہمیشہ
مرا کام چلتی پہ پانی چھڑکنا
محمدؐ کی امت مسیحا کا لشکر
نبوت سے منکر وراثت کا دعویٰ

حکومت جہاں کی خدا کی خدائی
بھلائی برائی برائی بھلائی
جو مسلم کی دولت تھی کافر نے کھائی
ہے غیروں کے ہاتھوں میں میری بڑائی
ہیں کھوئے ہوئے اب بخاری نسائی
ہے دمڑی کی بڑھیا ٹکا سر منڈائی
ترے دل کو بھائی ہے دولت پرائی
پہ مسلم کی قسمت میں ہے تگ بنائی
خدا کی دہائی۔ خدا کی دہائی
کروں گا نہ تجھ سے کبھی بے وفائی
جو گذری مرے دل پہ دنیا پہ آئی
کبھی آپ نے بھی ہے اپنی سنائی
رقیبوں کا حقہ لگائی بجھائی
پہیلی یہ میری سمجھ میں نہ آئی
ذرا دیکھنا مولوی کی ڈھٹائی

رہی ہے نہ تیری نہ شیطان کی وہ
کچھ ایسی ہے بگڑی خدایا خدائی

اخبار احمدیہ قادیان

۱۱ر اکتوبر۔ محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی۔ مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ و مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے گورداسپور میں جناب ٹھاکر بکرم سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر سے جو قریب میں تبدیل ہو کر آئے ہیں تعارف کی خاطر ملاقات کی۔

۱۵ر اکتوبر۔ سردار رچھپال سنگھ صاحب باجوہ و مکرم سردار آتما سنگھ صاحب نے (جو مکان مکرم ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے واقع دار الفضل) مکرم چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ اور انکے اہل و عیال کے اعزاز میں دعوت چائے دی جس میں مکرم حکیم خلیل احمد صاحب۔ مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب و مکرم چوہدری سعید احمد صاحب کے علاوہ بعض غیر مسلم شرفاء سردار سنتوکھ سنگھ صاحب چیمہ ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول مدعو تھے۔

زائرین

(۱) ۱۳ر اکتوبر۔ لائلپور سے چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ و اہلیہ محترمہ اور ایک بچے اور ایک بچی سمیت) اور چک ۱۵۸ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ (ضلع لائلپور) سے محمد خان صاحب۔

۱۴ر اکتوبر۔ ننکانہ صاحب سے میاں عبد الرحمٰن صاحب (خلف مکرم میاں مولا بخش صاحب باورچی درویش مرحوم) لاہور سے عبد الحمید صاحب (پسر میاں عبد الرحیم صاحب جلد ساز ربوہ) اور مجید احمد صاحب (پسر بھائی شیر محمد صاحب تاجر قادیان)

۱۶ر اکتوبر۔ مولوی خلیل احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ (پسر ملک نذیر احمد صاحب منٹگمری شہر) اور لاہور سے سعید احمد صاحب (پسر بھائی شیر محمد صاحب تاجر قادیان) زیارت قادیان کیلئے تشریف لائے۔

(۱) ۵ر اکتوبر۔ مستری ہدایت اللہ صاحب قادیان کا ساس صاحب (جو ۲۱ر اگست کو قادیان آئی تھیں) (۲) ۱۴ر اکتوبر۔ بشیر احمد صاحب و برکت علی صاحب لائلپور۔ احمد خان صاحب (۳) ۱۰ر اکتوبر ماسٹر محمد حنیف صاحب اسلم۔ میاں نظام الدین صاحب (۴) ۱۶ر اکتوبر۔ چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ مع اہل و عیال (۵) ۱۸ر اکتوبر۔ اہل و عیال بھائی شیر محمد صاحب تاجر قادیان۔
بعد زیارت مقامات مقدسہ واپس تشریف لے گئے۔

پیر اعجاز تو اس کی کوشش نتیجہ خیز ہو ورنہ
" لا تکونوا کالتی نقضت غزلہا "

" من بعد قوۃ انکاثا " کا مخاطب بن جانے میں کوئی شبہ نہیں!!
(محمد حنیف انسا پوری)

خطبہ جمعہ

مومن کی ہمدردی کا دامن تمام بنی نوعِ انسان تک وسیع ہونا چاہیئے

جب قوم پر کوئی مصیبت آجائے تو پورے جوش کے ساتھ خدمتِ خلق میں حصّہ لینا چاہیئے

یہ مت خیال کرو کہ تمہارے حسن سلوک کی قدر کی جائے تم نے جو کچھ کرنا ہے خدا کی خاطر کرنا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ
(خطبہ نویس - مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

نقرس کے حملہ کی وجہ سے

میں گزشتہ جمعہ بھی مسجد میں نہیں آسکا۔ اور اس سے پہلے بھی کچھ دن نمازوں کے لئے نہیں آسکا۔ اس دفعہ تین سال کے بعد نقرس کا شدید حملہ ہوا ہے۔ اگرچہ یہ پہلے حملے کی طرح سخت نہیں تھا۔ تاہم گھٹنے کی درد اور اس کے ورم کی وجہ سے سجدہ نہیں کرسکتا تھا میں یا تو اشارہ سے سجدہ کر لیتا تھا۔ اور یا تین چار تکیئے ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر ان پر سجدہ کرتا تھا۔ اب بھی میری لات میں درد ہے۔ گو اتنی نہیں جتنی پہلے تھی۔ اور درد کی تیزی کی وجہ سے جو بخار ہو جایا کرتا تھا۔ وہ بھی اب محسوس نہیں ہوتا بہرحال میں ابھی سجدہ نہیں کرسکتا میں نے ایک تکیہ منگوا لیا ہے تاکہ اگر زمین پر سجدہ نہ کرسکوں تو گاؤ تکیہ کو سامنے رکھ کر اس پر سجدہ کر لوں۔

احباب کو

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے

کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر دو طرح کی ذمہ داریاں عائد کی ہوئی ہیں۔ ایک ذمہ داری اس کے نفس کی ہے۔ جس میں اس کے عزیز اور رشتہ دار بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور ایک ذمہ داری اس کی قوم یا ملک کی ہے۔ جس میں وہ رہتا ہے۔ اس میں وہ تمام افراد شامل ہوتے ہیں۔ چاہے وہ انہیں جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ اس نے انہیں دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ اس ذمہ داری کو وسیع کیا جائے۔ تو یہ انسانیت کی ذمہ داری کہلاتی ہے اور اگر اسے محدود کریں۔ تو یہ وطنی قوم کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ اور اگر اسے اور محدود کر دیا جائے۔ تو ایک نسلی قوم یعنی ایک دادے کی اولاد کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ بہرحال یہ ذمہ داری ایسی ہے جس میں جاننے یا نہ جاننے کا سوال نہیں۔ انسانوں کا ہر طبقہ اس میں شامل ہوتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اسلام کے احکام میں

ان دونوں ذمہ داریوں کو مدنظر رکھا ہے۔ مثلاً انسان کی اپنی ذات ہے۔ اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ کہ اس کا خیال رکھا جائے۔ احادیث میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد مہاجرین اور انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ ایک مہاجر صحابیؓ کے متعلق روایت ہے۔ کہ جب وہ اپنے انصاری بھائی کے گھر گئے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ان انصاری صحابیؓ کی بیوی کے کپڑے نہایت میلے کچیلے ہیں۔ ان دنوں پردہ کے احکام ابھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اسے توجہ دلائی۔ کہ

جسم اور لباس کی صفائی

رکھا کرو۔ کیونکہ مذہبی لحاظ سے بھی اور جسمانی لحاظ سے بھی یہ نہایت ضروری چیز ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے کیا صفائی رکھنی ہے۔ بیوی کی طرف توجہ کرنے والا تو خاوند ہوتا ہے لیکن تمہارے انصاری بھائی کو تو گھر کی پرواہ ہی نہیں وہ دن کو روزہ رکھتا ہے۔ اور ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہے۔ اسے دنیا کی طرف کوئی رغبت ہی نہیں ہے۔ جب وہ انصاری گھر آئے تو ان کے لئے کھانا تیار کیا گیا۔ لیکن انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور کہا۔ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس پر مہاجر بھائی نے کہا کہ جب تک تم کھانا نہ کھاؤ میں بھی کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پہلے تو انہوں نے انکار کیا۔ مگر جب ان کے مہاجر بھائی کا اصرار بڑھ گیا۔ تو انہوں نے کہا بہت اچھا میں روزہ کھول دیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے کھانا کھا لیا۔ پھر رات کا کھانا کھانے کے بعد عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد انصاری دوست نے نفل ادا کرنے شروع کئے۔ تو مہاجر بھائی نے انہیں پکڑ لیا۔ اور کہا تم گھر میں جاؤ۔ اور سو رہو۔ میں تمہیں نفل نہیں پڑھنے دوں گا۔ تہجد کے وقت میں تمہیں جگا دوں گا۔ خیر وہ گھر جا کر سو گئے۔ اور رات کے آخری حصہ میں مہاجر بھائی نے انہیں جگا دیا۔ اور انہوں نے نماز تہجد ادا کی۔ جب صبح ہوئی۔ تو وہ انصاری رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ اور عرض کیا۔ کہ

یا رسولؐ اللہ

آپ نے فلاں شخص کو میرا بھائی مقرر کیا ہے۔ اس نے تو کل مجھے عبادت سے محروم رکھا ہے۔ میں دن کو روزہ رکھتا تھا۔ اور ساری رات نفل ادا کیا کرتا تھا لیکن اس نے نہ مجھے روزہ رکھنے دیا۔ اور ساری رات نفل ادا کرنے دیئے آپؐ نے فرمایا۔ تمہارے بھائی نے جو کچھ کیا ہے درست کیا ہے۔ جو طریق تم نے اختیار کیا۔ وہ درست نہیں۔ تمہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ لنفسك عليك حق ولزوجك عليك حق۔ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پس اسلام نے اپنے احکام میں انسان کی ذات کو مدنظر رکھا ہے اور کہا اس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ پھر نفس میں بیوی اور دوسرے رشتہ داروں کو بھی شامل کیا ہے۔

رشتہ داروں کے علاوہ

دوسرے افراد کے متعلق

ہم دیکھتے ہیں۔ تو ان کے متعلق بھی شریعت میں احکام موجود ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جب تم جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں آؤ۔ تو نہا کر آؤ۔ پیاز لہسن یا اور قسم کی بدبودار چیز کھا کر نہ آؤ۔ کپڑے دھو کر آؤ۔ اور خوشبو لگا کر آؤ۔ نہانا اس لئے ضروری قرار دیا۔ کہ گندہ رہنے کی وجہ سے جسم میں ایک قسم کی بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ جو نہانے سے دور ہو جاتی ہے۔ خوشبو لگانے کا حکم اس لئے دیا کہ بعض بیماریوں کی وجہ سے جیسے بغل گند ہوتی ہے نہانے کے باوجود جسم سے بدبو آتی رہتی ہے خوشبو اس قسم کی بُو کے ازالہ کے لئے مفید چیز ہے۔ غرض جو بُو عارضی ہوتی ہے۔ اس کا بھی علاج کر دیا۔ اور بیماریوں کی وجہ سے جو مستقل بُو پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا بھی علاج کر دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ دیکھو انسان کے لئے یہ چیز بھی

ثواب کا موجب

ہے۔ کہ اگر وہ رستہ میں کوئی لکڑی کا تنکا گرا پڑا ہوا دیکھے۔ تو اسے دور کر دے۔ اس کا یہ فعل بھی اس کے لئے نیکی شمار ہوگا۔ اب مسجد جانے والے تو سب ہم مذہب تھے۔ لیکن سڑک پر چلنے والے اس کے وطنی بھی ہو سکتے ہیں۔ اور غیر وطنی بھی ہو سکتے ہیں مسافر اور سیاح بھی ہو سکتے ہیں۔ پس اس حکم کے ذریعہ آپ نے تمام بنی نوع انسان تک اپنی ہمدردی کے دامن کو وسیع کرنے کا حکم دیا۔ پھر جیسا کہ میں سمجھتا ہوں۔ ایک قرآنی آیت سے بھی یہ استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں سے بھی

انسانی ہمدردی

کا سلوک کرنا چاہیئے۔ جن سے عام حالات میں کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اور وہ آیت یہ ہے۔ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم۔ اب تک اس آیت کے جو معنے کئے جاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ انسانی اموال میں ان لوگوں کا بھی حق ہے جو زبان سے مانگ لیتے ہیں۔ اور ان کا بھی حق ہے جو زبان سے مانگتے نہیں۔ اور یا یہ معنے کئے جاتے ہیں کہ ان کے اموال میں انسان کا بھی حق ہے جو اپنی ضرورت خود بیان کر لیتا ہے۔ اور جانوروں کا بھی حق ہے۔ جو اپنی ضرورت خود بیان نہیں کرسکتا۔ لیکن

میں سمجھتا ہوں

کہ گو اس کے یہ معنے بھی درست ہیں۔ جو اب تک کئے جاتے ہیں۔ لیکن محروم میں غیر ممالک کے رہنے والے اور غیر اقوام بھی شامل ہیں۔ جن تک انسان کی عام حالات میں پہنچ نہیں ہوتی مثلاً ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ انفرادی لحاظ سے ہم جاپانیوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ ہاں قومی طور پر ہم چندہ کر کے جاپانیوں کی مدد کریں۔ تو وہ ہمارے اموال میں حصہ دار بن جاتے ہیں۔ پس اس نقطہ میں وہ انسانی ہمدردی بھی شامل ہے۔ جو عام حالات میں انسان کی طاقت سے باہر ہوتی ہے۔ عرب۔ مصر۔ ایران۔ افغانستان چین۔ جاپان۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ۔ ارجنٹائن چلی۔ کینیڈا۔ برازیل۔ فرانس۔ جرمنی۔ سپین۔ اٹلی اور سوئٹزرلینڈ وغیرہ ممالک میں جو لوگ آباد

ہیں۔ ان سے ہمدردی کرنے کے ذرائع ہمارے پاس موجود نہیں۔ لیکن اگر ہم ایسے مواقع پر جب ساری قوم پر کوئی مصیبت آجایا کرتی ہے۔ اُن کی مدد کریں۔ تو اس طرح وہ بھی بار تھوڑے اموال میں سے دار بن جاتے ہیں۔ یورپین لوگوں نے اس بات کو مدنظر رکھا ہے۔ اور انہوں نے ریڈ کراس قسم کی سوسائیٹیاں بنائی ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ چندہ کرتے رہتے ہیں۔ اور ڈاکٹر اور نرسیں وغیرہ ملازم رکھ لیتے ہیں۔ اور جب کسی قوم پر

کوئی بڑی مصیبت

آجائے۔ تو اس کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ اس آیت کے مفہوم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ کہ وفی اموالہم حق للسائل والمحروم ہمسایہ محروم ہیں اس لئے شامل نہیں۔ کہ وہ ہم سے نہیں مانگتا۔ لیکن اس کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ پس عدم علم کی وجہ سے محروم نہیں ہے۔ اسی طرح کراچی، حیدرآباد، سندھ کے رہنے والے محروم نہیں کیونکہ گو ہم انکی براہ راست کوئی مدد نہیں کرتے لیکن ہم گورنمنٹ کو ٹیکس ادا کر رہے ہیں۔ اور اس ٹیکس سے حکومت ان کی امداد کر رہی ہے لیکن ہندوستان اور چین والوں کی نہ ہم براہ راست کوئی مدد کرتے ہیں۔ اور نہ ہماری حکومت ان کی کوئی مدد کرتی ہے۔ اگر ہم اس قسم کے محروم لوگوں کی مدد کرنا چاہیں۔ تو وہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ ریڈ کراس یا ہلال احمر کی قسم کی بعض سوسائیٹیاں بنا لیں۔ اور عام حالات میں اپنے اموال سے کچھ نہ کچھ بطور چندہ دیتے رہیں۔ تا اگر کسی قوم پر کوئی بڑی مصیبت آئے تو ان سوسائیٹیوں کی وساطت سے ہم اس کی مدد کر سکیں۔ پس

اس آیت کے مطابق

میں سمجھتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کو اس قسم کے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ کہ وہ ان لوگوں کی مدد کو بھی پہنچ سکیں جن تک عام حالات میں ان کا ہاتھ نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اس قسم کے سامان پیدا کر دے کہ ہم دوسرے لوگوں کی مدد کر سکیں۔ تو ہمیں پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ بلکہ پورے جوش کے ساتھ اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ پچھلے دنوں مشرقی پاکستان میں سیلاب آیا۔ جس پر میں نے خطبہ پڑھا۔ اور جماعت کو تاکید کی۔ کہ فوری طور پر چندہ کر کے مشرقی پاکستان کی امداد کی جائے۔ اس پر پہلا عمل تو میرے دفتر نے کیا کہ انہوں نے دو دن تک میرا خطبہ دبا رکھا اور پھر اُسے ڈاک کے ذریعہ الفضل کو بھیجا۔ اُن دنوں ڈاک میں ایسی مشکلات پیش آگئیں۔ کہ خطبہ الفضل والوں کو قریباً دس دن بعد ملا۔ دوسرا عمل نظارت علیا۔ نظارت امور عامہ اور نظارت بیت المال نے کیا۔ کہ ان کی طرف سے پندرہ دن تک اخبار میں کوئی تحریک نہ چھپی۔ پھر تیسرا عمل الفضل والوں نے کیا کہ انہوں نے صرف خطبہ شائع کر دیا۔ بعد میں اس تحریک کا تکرار نہ کیا۔ گویا خدا تعالیٰ نے جو ہمارے لئے اس قسم کا موقع بہم پہنچایا تھا۔ کہ ہم

مشرقی پاکستان کی مدد

کر سکیں۔ اس کے متعلق پوری کوشش کی گئی کہ جماعت کے کانوں میں یہ تحریک نہ پڑے اور دفتر والوں نے اپنا سارا زور اس بات پر لگا دیا۔ کہ میری یہ تحریک جماعت تک پہنچنے نہ پائے تا انہیں ثواب کا کہیں موقع نہ مل جائے۔ جب مرکز کی یہ حالت ہو۔ تو بیرونی جماعتوں کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ متواتر اس قسم کے حالات پیدا ہوئے ہیں۔ کہ جب کسی ناگہانی بلا کے وقت مصیبت زدوں کی مدد کی گئی۔ تو اس کا اثر ایک لمبے عرصہ تک علاقہ میں رہا۔ پچھلے دنوں ایک کار کی ٹکر کا واقعہ لالیاں میں ہو گیا تھا۔ حکومت کے افسران نے جماعت سے کہا۔ کہ اس وقت ہم مصیبت زدگان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ آپ ہی ان کی مدد کریں اس پر کچھ دوست وہاں گئے۔ اور انہوں نے مدد کی اس کی وجہ سے دس پندرہ دن علاقہ میں شور رہا۔ کہ فلاں موقع پر احمدیوں نے یہ کیا۔ احمدیوں نے

مصیبت زدگان سے ہمدردی کا سلوک

کیا۔ ان کی مرہم پٹی کی۔ اور انہیں مناسب جگہوں پر پہنچایا۔ پھر پچھلا سیلاب آیا تھا۔ یہ موقع بھی ایسا تھا۔ کہ مصیبت زدگان سے ہمدردی کا اظہار کیا جاتا اور جماعت نے ایسا کیا بھی اب پھر سیلاب آیا ہے۔ اس موقعہ کو بھی ہمیں ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔ اس موقعہ پر اگر دفاتر میں چھٹی بھی کر دی جائے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ مثلاً آخری جمعرات کو ہمارے دفاتر اور دیگر ادارے بند رہتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ کے دفاتر میں ایسا نہیں ہوتا۔ مجھے بعض دوستوں نے معین صورت میں کہا ہے۔ کہ جب گورنمنٹ کے اداروں میں اس قسم کی چھٹی نہیں ہوتی تو ہمارے مرکز میں ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ میں اس کی تحقیقات کر رہا ہوں لیکن اگر آخری جمعرات کی چھٹی ضروری ہے۔ تو ایسے مواقع پر کیوں چھٹی نہیں دی جاتی۔ تا مصیبت زدگان کی امداد کی جائے۔ یا سڑکوں کی مرمت کی جائے۔ تا کہ لوگوں کے تعلقات جو منقطع ہو جاتے ہیں۔ وہ دوبارہ قائم ہو جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ کئی احمدی اس بات سے چڑ جاتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کی ہم مدد کرتے ہیں۔ وہی کچھ عرصہ کے بعد

ہم سے دشمنی کرنے لگ جاتے ہیں

لیکن یہی چیز تو مزہ دیتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ لوگ جن کی خدمت کی جائے۔ مخالفت کرنے لگ جائیں تو ہمارا دل اس بات پر خوش ہوگا۔ کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے۔ انسان کی خاطر نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ ابھی اس طوفان میں ایک واقعہ پیش آیا ہے۔ ایک بس سروس کمپنی کے متعلق ہمیشہ یہ شکایت آتی ہے۔ کہ وہ اپنی لاریاں ربوہ میں نہیں ٹھہراتی بلکہ ان کی لاریاں یا تو احمد نگر کے قریب ٹھہرتی ہیں یا چنیوٹ کے پاس جا کر ٹھہرتی ہیں۔ تا ربوہ سے احمدی سوار نہ ہوں۔ جب طوفان آیا۔ اور سڑک پانی کے نیچے آگئی۔ تو مسافروں کی امداد کرنے کے لئے ربوہ کے خدام سڑک پر گئے۔ اس بس سروس کمپنی کی ایک لاری میں پھنس گئی۔ جب خدام مدد کے لئے گئے تو ڈرائیور نے کہا۔ تم لاری کو ہاتھ نہ لگاؤ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ڈرائیور اور مسافر کافی وقت تک زور لگاتے رہے لیکن لاری نہ نکلی۔ بعد میں وہ مجبور ہو کر خدام کے پاس آئے۔ اور اُن سے کہا۔ کہ لاری نکالنے میں ہماری مدد کی جائے۔ چنانچہ کچھ خدام گئے۔ اور انہوں نے نہایت محنت سے اس لاری کو باہر نکال دیا۔ ڈرائیور نے شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ آپ لوگوں نے ہماری خاطر بہت تکلیف برداشت کی ہے اس دوران میں کسی لڑکے نے یہ کہہ دیا۔ کہ آپ شکریہ تو ادا کرتے ہیں۔ مگر کیا احمدیوں کو کبھی اپنی لاری میں سوار بھی کریں گے۔ اس لڑکے کو ایسا نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا تھا۔

خدا تعالیٰ کی خاطر کیا تھا

مگر تاہم اس ڈرائیور نے یہ جواب دیا کہ اب ہم پہلے آپ کو بٹھایا کریں گے۔ پھر اور کسی کو بٹھائیں گے۔ لیکن دل ایک دن میں نہیں بدلا کرتے۔ دل آہستہ آہستہ بدلتے ہیں۔ اس لئے تم اپنا کام کرتے چلے جاؤ۔ اور اس بات کا خیال نہ آنے دو۔ کہ دوسرے لوگ تمہاری مخالفت کرتے ہیں۔ یا تمہاری خدمت کی قدر کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بار بار فی سبیل اللہ کے الفاظ بیان فرماتا ہے کہ تم جو نیکی بھی کرو۔ خدا تعالیٰ کی خاطر کرو۔ اس لئے چاہے تم سو دفعہ نیکی کرو۔ اور جن سے تم نیکی کرو۔ وہ سو دفعہ تمہاری مخالفت کریں وہ تمہارے دشمن ہو جائیں۔ مگر تم نیکی کو ترک نہ کرو۔ آخر قیامت کے دن انہیں کو پکڑا جائے گا۔ اور تمہارے گلے میں سو سو ہار پڑیں گے۔ پس تم میں سے کسی کو اس بات کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ تمہارے حسن سلوک کی کوئی قدر بھی کرتا ہے یا نہیں۔ تم نے جو کچھ کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے اور وہی تمہاری نیکی کا بدلہ دے گا۔ اس دفعہ

لاہور کی جماعت نے

نہایت اچھا نمونہ پیش کیا ہے۔ اور وہاں کے خدام نے قابل تعریف کام کیا ہے۔ مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی۔ کہ اس دفعہ اُن میں بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اور انہوں نے مصیبت زدگان کی خوب مدد کی ہے۔ اور انہوں نے اُن مکانوں میں لوگوں کو پناہ دی ہے۔ جنہیں گزشتہ فسادات میں جلانے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اور جن لوگوں کو پناہ دی گئی ہے۔ وہ انہیں جلانے آئے تھے۔ اب وہ لوگ اپنے دلوں میں کتنے شرمندہ ہوں گے۔ کہ اگر ہم ان مکانوں کو گزشتہ فسادات کے دوران میں جلا دیتے۔ تو آج ہم طوفان میں ڈوب جاتے۔ اور ہمیں پناہ کی کوئی جگہ نہ ملتی۔ اب فرض کرو۔ کہ کچھ عرصہ کے بعد جماعت کے احسان کو بھول جاتے ہیں۔ تب تم اُن سے

حسن سلوک کرو

کیونکہ تم نے جو کچھ کرنا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے تمہارے کام کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہی اس کا اجر دے گا۔ اگر کوئی شخص کسی پر احسان کرتا ہے۔ اور دوسرا شخص اس احسان کو بھول جاتا ہے۔ یا اس کے احسان کی قدر نہیں کرتا۔ تو یہ اس کا قصور ہے۔ تمہارا فائدہ اسی میں ہے۔ کہ تم احسان کرتے چلے جاؤ۔ کیونکہ ہمارا خدا ایسا ہے۔ کہ اس نے نیکی کرنے والے کے لئے ثواب کے اتنے رستے کھولے ہیں۔ کہ اُن کی کوئی حد ہی نہیں۔ اس لئے ایسے فعل پر کسی مسلمان کے دل میں انقباض پیدا ہونا یا نفرت اور حقارت کا جذبہ پیدا ہونا اور دل میں گرہ پڑ جانا ناجائز ہے۔ اگر کوئی تمہیں گالی دیتا ہے تو تمہیں

چڑنے کی ضرورت نہیں

اس کی گالی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کو گالی دیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کے فرشتے اُسے دعائیں دیتے ہیں۔ اب دیکھو اُس شخص کی گالی نے کیا بنانا تھا۔ اگر کچھ بنانا ہے۔ تو فرشتوں کی دعاؤں نے بنانا ہے۔ میری اپنی یہ حالت ہے۔ کہ مجھے کوئی کتنی گالیاں دے مجھے اس بات کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان الفاظ نے میرا کیا بگاڑنا ہے۔ بعض لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ اور شکایت کرتے ہیں۔ کہ فلاں شخص نے بددعا کی ہے۔ مجھے ان کی بات پر ہمیشہ ہنسی آتی ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ قادر و علیم ہے۔ اور وہ یقیناً ایسا ہے تو وہ جانتا ہے کہ کوئی شخص دعا کے قابل ہے یا بددعا کے۔ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ دعا کے قابل ہے۔ تو وہ اپنے علم کے مطابق اس

اس سے سلوک کریگا۔ اور کسی کی بد دعا کو کیوں سُنے گا۔ اور اگر اس کے علم میں وہ دعا کے قابل نہیں۔ تو اگر کوئی اسے بد دعا نہ بھی دیتا۔ تب بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اگر خدا تعالےٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کے دس بچے زندہ رہیں۔ اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ خدا کرے اس کے سارے بچے مرجائیں۔ تو خدا تعالےٰ پاگل تو نہیں۔ کہ وہ اس کی بات کو مان لے۔ وہ اپنے علم کے مطابق اس سے سلوک کرے گا۔ اور دوسرے شخص کی بد دعا کوئی اثر نہیں کرے گی۔

یہ عجیب بات ہے

کہ تم ایک طرف تو اسے خدا سمجھتے ہو اور دوسری طرف اُسے اپنے سے بھی کم عقل سمجھتے ہو۔ ہمارا خدا تو کامل خدا ہے۔ اگر ساری دنیا مل کر بھی ہمارے لئے بد دعائیں کرے۔ تو ہم ان سے ڈر نہیں سکتے کیونکہ خدا تعالےٰ اپنے علم کے مطابق ہم سے سلوک کرے گا۔ وہ اس بات کا پابند نہیں۔ کہ دوسرا جو کچھ کہدے۔ اُسے مان لے۔ یہ تو جاہل عورتوں کا طریق ہے کہ وہ دوسرے کی بد دعا سے ڈرتی ہیں۔ مجھے ساری دنیا بد دعائیں دے میں ان کے سامنے بیٹھ جاتا ہوں اور بد دعائیں سنتا جاتا ہوں۔ میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ میرے خدا نہیں۔ میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے اور وہ خوب سمجھتا ہے۔ کہ میں ان بد دعاؤں کا مستحق ہوں یا دعاؤں کا۔ اسی نے مجھ سے معاملہ کرنا ہے۔ ان لوگوں کا کیا ہے۔ یہ جو چاہیں کرتے رہیں۔ ان کی بد دعاؤں کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ

مظلوم کی دعا

قبول ہوتی ہے۔ مظلوم کی دعا اور خدا تعالےٰ کے درمیان کوئی چیز روک نہیں۔ لیکن پہلے تو تم اپنے آپ کو ظالم بناؤ گے۔ تو ایسا ہوگا۔ جب تم کسی کی بد دعا سے ڈرتے ہو۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم اس بات کا اقرار کرتے ہو۔ کہ تم ظالم ہو۔ اور اگر تم جانتے ہو۔ کہ تم نے جرم کیا ہے۔ تو اس کا علاج ڈرنا اور شور مچانا نہیں۔ بلکہ ظلم کا علاج یہ ہے۔ کہ تم مظلوم کے پاس جا کر اس سے اپنے قصور کی معافی طلب کرو۔

غرض تمہیں اسباب کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کہ لوگ تمہاری خدمت کو بھول گئے ہیں۔ وہ بیشک بھول جائیں۔ جس ذات کے لئے تم نے ان کی خدمت کی تھی۔ وہ اسے نہیں بھول سکتی۔ خدا تعالیٰ تمہارے سب کام کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہ اس کا بہتر اجر تمہیں دیگا۔

امام غزالی رح

نے ایک کہانی بیان کی ہے جسے حدیث کہا جاتا ہے لیکن وہ حدیث نہیں۔ مگر چونکہ کہانیوں سے بھی بعض اسباق ملتے ہیں۔ اس لئے صوفیاء اپنی کتابوں میں ایسی کہانیاں بھی درج کر دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے ہوں گے۔ اور آپؐ کی امت بھی کھڑی ہوگی۔ کہ جہنم میں یکدم جوش پیدا ہوگا۔ وہ اس کی آگ باہر پھیلنی شروع ہو جائے گی۔ اسے دیکھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ساری امت دعا کرنے لگ جائے گی۔ وہ گریہ وزاری کرے گی۔ لیکن آگ برابر بڑھتی چلی جائے گی۔ اتنے میں جبرئیل ایک پتیلا لائیں گے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہیں گے یا رسول اللہ اس پتیلے میں پانی ہے۔ آپؐ اس پانی کو لیں۔ اور آگ پر چھڑکیں۔ اس سے آگ بجھ جائے گی

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

دریافت فرمائیں گے۔ کہ اس پتیلا میں کیسا پانی ہے۔ تو جبرئیل جواب دیں گے۔ اس میں اُمت کے گنہگاروں کے آنسو ہیں۔

اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے۔ کہ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے میں اس ادعا کو لچر اور لغو سمجھتا ہوں۔ یہ حدیث نہیں۔ بلکہ امام غزالی رحؒ نے اس واقعہ کو صرف نصیحت کے رنگ میں نقل کر دیا ہے اگر یہ حدیث ہوتی۔ تو اسے کوئی معتبر محدث اپنی معتبر کتاب میں بھی بیان کرتا۔ لیکن اسے کسی معتبر محدث نے بیان نہیں کیا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ صوفیاء نے بہت سی باتیں ایسی نقل کر دی ہیں۔ جو کبھی تو حدیث کے رنگ میں آ گئی ہیں۔ لیکن وہ احادیث نہیں۔ محدثین کا خیال ہے کہ جس بات میں کوئی نصیحت پائی جائے۔ صوفیاء اسے نقل کر دیتے ہیں۔ وہ اسے پرکھتے نہیں۔ اس قسم کی روایات میں سے یہ واقعہ بھی ہے۔ اس میں

ایک سبق ہے

جو قابل قدر ہے۔ اور وہ سبق یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص غلطی کرتا ہے۔ اور پھر خدا تعالےٰ کے سامنے روتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔ باقی یہ بات بالکل لغو ہے۔ کہ جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی امت کے اقطاب اور اولیاء کی دعاؤں نے کوئی اثر نہ کیا۔ وہاں گنہگاروں کے آنسوؤں نے اثر کر دیا۔ اتنا حصہ بالکل لچر اور لوچ اور بیہودہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گناہگاروں کا رونا اور ان کی گریہ وزاری کرنا ان کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ مگر یہ بات درست نہیں کہ ان کے آنسو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی دعاؤں سے بھی بڑھ گئے۔ پس ذکر ہی کے طور پر اس واقعہ میں ایک خوبی پائی جاتی ہے۔ جو قابل قدر ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ حدیث ہے میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ بہرحال اگر کوئی انسان ظلم کرتا ہے۔ تو اسے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنا چاہیئے۔ اور اپنی غلطی کی معافی طلب کرنی چاہیئے۔ باقی یہ کہ لوگوں کی بد دعائیں خواہ ظالمانہ ہوں۔ خدا تعالےٰ تک چلی جاتی ہیں۔ اور وہ انہیں قبول کر لیتا ہے درست نہیں۔ اگر بد دعائیں کام دیں۔ تو ہمارے لئے تو سارے مولوی بد دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ ایسے مولوی بھی موجود ہیں جو سینکڑوں پر رات دن ہم پر لعنت ڈالتے رہتے ہیں۔ اگر ان باتوں میں کوئی اثر ہوتا۔ تو یہ سلسلہ کبھی کا ختم ہو جاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر یہ انسانی کام ہوتا۔ تو یہ سلسلہ تو کبھی کا ختم ہو جاتا۔

پس اس امر کو یاد رکھو۔ کہ

ہمارا خدا منصف اور وفادار ہے

وہ ہمیشہ انصاف سے کام لیتا ہے۔ وہ صرف اس کو پکڑتا ہے۔ جو غلطی کرتا ہے۔ اور جو شخص غلطی نہیں کرتا۔ وہ اسے کچھ نہیں کہتا۔ دین کے بارے میں تم حق پر ہو۔ اس لئے خدا تعالےٰ دین کے بارہ میں دوسرے لوگوں کو ہی پکڑے گا تمہیں نہیں پکڑے گا۔ اگر تم کسی سے حسن سلوک کرتے ہو۔ اور وہ تمہارے احسان کی نا قدری کرتا ہے۔ تو بدلہ تو خدا نے دینا ہے۔ وہ سب دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ شخص تمہارے احسان کی قدر نہیں کرتا۔ بلکہ تم پر ظلم کرتا ہے۔ تو تمہیں خدا تعالےٰ سے دوہرے بدلہ کی امید کرنی چاہیئے۔ ایک تو تمہارے احسان کا بدلہ تمہیں ملے گا اور دوسرے تم پر ظلم کرنے کی وجہ سے تمہارے احسان فراموش دشمن کی نیکیاں بھی تمہیں مل جائیں گی۔ لیکن یہ یاد رکھو۔ کہ شریف طبقہ ہر قوم میں ہوتا ہے دہریوں میں بھی شریف ہوتے ہیں۔ پھر مسلمان کے کان میں تو قرآن کریم کے الفاظ سات دن پڑتے رہتے ہیں۔ اس لئے کوئی نہ کوئی درجہ شرافت کا اس میں ضرور موجود ہوتا ہے پس تم یہ کیوں سمجھتے ہو۔ کہ تمہاری نیکی ان پر اثر نہیں کرے گی۔ ممکن ہے تمہاری نیکی دیکھ کر وہ بھی اسی قسم کا کام کرنا شروع کر دیں۔ اور اس طرح ان میں بھی

قوم۔ ملک اور حکومت کی خدمت

کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو تمہیں اس بات کا بھی ثواب ملے گا۔ کہ تم نے نیکی کی۔ اور اس بات کا بھی ثواب ملے گا۔ کہ تمہاری وجہ سے دوسرے کئی لوگوں نے نیکی کی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے ذریعہ کوئی دوسرا آدمی ہدایت پا لیتا ہے۔ تو اسے دو ثواب ملتے ہیں۔ ایک ثواب تو اس کی اپنی نیکی کا ہوتا ہے۔ اور ایک ثواب اس شخص کی نیکی کا ملتا ہے۔ جو اس کے ذریعہ ہدایت پاتا ہے۔ فرض کرو۔ تمہاری وجہ سے پاکستان کے لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ اور تمہاری تعداد ایک لاکھ ہو۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ تم میں سے ہر ایک کو ۸۰۰ آدمیوں کی نیکی کا ثواب ملے گا۔ ایک آدمی کی نیکی بھی بڑی چیز ہوتی ہے۔ اور وہ آسمان اور زمین کو بھر دیتی ہے۔ پھر اگر کسی کے ذریعہ ۸۰۰ اشخاص ہدایت پا جائیں۔ اور ان ۸۰۰ اشخاص کی نیکیوں کا ثواب بھی اسے ملے تو پھر اس کی نیکیوں کو رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نئی سلطنت کرے تو کرے۔ ورنہ زمین و آسمان میں اس کی نیکیاں سما نہیں سکیں گی۔ پس دوست اس قسم کے

نیکی کے مواقع کو ضائع نہ کریں

بلکہ ان مواقع پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کی خدمت کریں۔ اگر تمہارے عمل کو دیکھ کر دوسرے لوگوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے۔ تو یقیناً اس سے سارے ملک کا معیارِ اخلاق بلند ہو جائے گا۔

(الفضل مورخہ ۱۸ ۱۱/۵۲)

سلسلہ کا قابلِ فروخت لٹریچر

نظارت ہذا کے پاس سلسلہ کا مندرجہ ذیل لٹریچر قابل فروخت موجود ہے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ شوق سے خرید کر اپنے زیر تبلیغ احباب کو دیں نیز خود فائدہ اٹھائیں اور اپنی اولادوں کو پڑھائیں تا وہ احمدیت سے صحیح طور پر واقف ہوں۔ آپکا تعاون ہی نظارت ہذا کو مزید لٹریچر شائع کرانے کے قابل بنا سکتا ہے۔ فہرست کتب معہ قیمت درج ذیل ہے:

۱۔ سوانح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (مصنفہ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب) عہ/
۲۔ ختم نبوت کی حقیقت (مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے) ۔/۱۲
۳۔ الفضل جوبلی نمبر ۔/۲
۴۔ تبلیغ ہدایت (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے) ۔/۴
۵۔ اسلام اور اشتراکیت ۔/۱۲
۶۔ سوانح و سیرت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرتبہ مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری) سہ فوٹو حضرت ۔/۴
۷۔ کمالات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم (از تحریرات حضرت مسیح موعود) مرتبہ مولوی محمد حفیظ صاحب ۔/۶
۸۔ سفر یورپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) ۔/۶

۹۔ پیشگوئیاں ... [illegible] ... (۱۱) ... حضرت مرزا بشیر احمد ... (۱۳) اسلام میں اختلافات کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...
... خطبات نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ... (۱۵) خطبات ... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ... حضرت محمد مصطفیٰ ... جنگ مقدس ... قیامت ... موجودہ زمانہ ... فضل حسین صاحب ...

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چند تازہ رؤیا و کشوف

سلسلہ

(مندرجہ ذیل رؤیا و کشوف ماہ ستمبر کے قریب کا ہیں)

―――― (۶) ――――

میں نے دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں۔ اور اس مکان میں ہوں۔ جو مرزا انتظام دین صاحب کا ہے (یہ عجیب بات ہے کہ گو ریاست کے وارث پہلے وہ اوا قرار پائے تھے۔ اور ان کو ریاست کے وارث ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ نے زائد حصہ دیا تھا۔ لیکن مکانات کے لحاظ سے وہ مکانات بہت شاندار تھے۔ جو مرزا انتظام دین صاحب کے حصہ میں آئے۔ جو چار دادا کے چھوٹے بھائی کی اولاد سے تھے۔ ان کے مکان میں بڑے بڑے ہال تھے۔ جیسے کہ دلی کے شاہی زمانہ کے مکانات ہوتے تھے) خواب میں مجھے وہ مکان اور بھی زیادہ وسیع معلوم ہوتا ہے۔ اندرونِ خانہ کے صحن کی جگہ بھی بڑے بڑے وسیع کمرے بنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کمروں میں بہت سا سامان رکھا ہوا ہے۔ جیسا کہ نمائش کا ہوتا ہے۔ میں بھی وہاں ہوں گو گھر کے کچھ اور افراد بھی ہیں۔ اس وقت مجھے کسی نے کہا اس سامان میں دو ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن شریف ہیں۔ جو بہت پرانے زمانہ کے ہیں۔ میں یہ سنکر اس طرف کو چل پڑا۔ جدھر وہ قرآن شریف رکھے ہیں۔ تاکہ ان کو سنبھال کر کسی محفوظ جگہ رکھ دوں۔ میں نے جب وہ قرآن شریف اُٹھائے تو بجائے دو کے تین نکلے۔ ان میں سے ایک اتنا پرانا تھا۔ کہ بوسیدہ ہو کر اس کی جلد ٹوٹ گئی تھی۔ وہ جلد بھی نہایت اعلیٰ طلائی کام کی تھی۔ جلد کے گتے گر جانے کی وجہ سے قرآن کریم کے اصل صفحات ننگے ہو گئے۔ اور میں نے دیکھا کہ قرآن کریم جس کاغذ پر لکھا ہوا تھا وہ نہایت ہی قیمتی تھا۔ اور اس پر طلائی کام تھا۔ اور جواہرات سے حاصل کئے ہوئے رنگوں کا کام تھا۔ جیسے کہ تاج محل آگرہ میں ہے۔ میں نے جلد کا گتہ اُٹھا لیا۔ اور تینوں قرآن کسی الماری میں محفوظ کرنے کے لئے چل پڑا۔ اس وقت مجھے پیچھے سے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی آواز آئی۔ کہ میاں اگر ان قرآنوں میں سے کوئی ایسا قرآن بھی ہو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کا لکھا ہوا نہ ہو۔ تو میرے لئے رکھ دینا۔ میں اس پر تلاوت کیا کروں گی۔ یہ سوچ کر پہلے تو مجھے یہ تعجب ہوا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لکھے ہوئے قرآن بھی اب تک موجود ہیں۔ اور پھر دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کوئی ایسا قرآن کریم ملے تو میں بھی اُسے دیکھوں۔ اس کے بعد دل میں تعجب پیدا ہوا۔ کہ حضرت ام المومنینؓ نے یہ کیوں کہا ہے۔ کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کا لکھا ہوا نہ ہو تو رکھ چھوڑنا اس پر میں تلاوت کیا کروں گی۔ ان کو تو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ اگر کوئی ایسا قرآن ہو تو میرے لئے رکھنا۔ اس کے بعد معاً خیال آیا۔ کہ آپ نے یہ بات اس لئے کہی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو قرآن لکھے جاتے تھے ان پر نہ زیر زبر ہوتے تھے اور نہ نقطے ہوتے تھے۔ اور طرزِ تحریر بھی جداگانہ تھی۔ حتیٰ کہ وہ خط جو آپؐ نے قیصر کو لکھوایا تھا۔ اور جو اب تک قسطنطنیہ میں محفوظ ہے اسے اچھے عالم بھی نہیں پڑھ سکتے۔ پس چونکہ آپ نے تلاوت کے لئے قرآن مانگا تھا۔ اس لئے آپ نے یہ کہہ دیا۔ کہ پرانے زمانے کی تحریر والا قرآن نہ ہو۔ اس کے بعد ایک شخص آیا۔ اور اس نے کہا کہ لالہ شرمپت (حضرت صاحب کے جوانی کے زمانہ کے دوستوں میں سے تھے) کے پوتے اوم پرکاش نے امتحان پاس کر لیا ہے۔ اور ہندو اسے سہرے لگا کے ہوائی (مرزا انتظام دین صاحب کا مردانہ) میں لائے ہیں۔ وہ لوگ مرزا البشیر احمد صاحب سے ملنے گئے ہیں۔ (اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام والے مکان کے حصہ میں ہیں) اور ہندوؤں نے میری طرف پیغام بھیجا ہے۔ کہ اوم پرکاش پاس ہو گیا ہے۔ اس کا منہ میٹھا کرنے کے لئے کوئی تحفہ بھجوائیں اور سہرے لگا کر اسے بٹھایا ہوا ہے۔ میں خواب میں کہتا ہوں کہ لالہ شرمپت کا پوتا ہے اور پاس ہوا ہے اسے ضرور کوئی تحفہ دینا چاہیئے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

یاد رہے کہ لالہ شرمپت صاحب کا ایک پوتا ہے میں جانتا ہوں اس کا نام راجہ رام پرکاش ہے ہندو رام کا لفظ بھی خدا کے لئے بولتے ہیں۔ اور اوم کا لفظ بھی خدا کے لئے بولتے ہیں۔ ممکن ہے اس نسبت کی وجہ سے اس کا نام خواب میں اوم پرکاش بتایا گیا ہو یا ممکن ہے۔ اس کے یا اس کا نسل کے کسی نیک اور روحانی تغیر کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ اس کے بعد میاں بشیر احمد صاحب کو قادیان سے اطلاع ملی کہ لالہ شرمپت صاحب کے ایک اور بیٹے کی نسل سے ایک پوتا ہے جس کا نام اوم پرکاش ہے اور وہ دہلی میں نوکر ہے پس غالباً اس کی کسی جسمانی یا روحانی کامیابی کی طرف اس خواب میں اشارہ کیا گیا ہے۔ پرانے زمانہ کے لکھے ہوئے جو تین قرآن دکھائے گئے ان سے اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بھولے ہوئے علوم مجھے منکشف کرے گا۔ اور جماعت کو بھی برکات نصیب ہوں گی۔

―――― (۷) ――――

میں نے دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عید کی رات ہے۔ پہلا حصہ رات کا ہے یا پچھلا حصہ ہے۔ یقینی نہیں کہہ سکتا مگر پورا اندھیرا نہیں ہے۔ میں خواب میں سمجھتا ہوں کہ گھر کے اس حصہ میں جہاں پہلے ام طاہر مرحومہ رہا کرتی تھیں۔ اور پھر مکرمہ صدیقہ بیگم بنت امۃ الحی مرحومہ رہتی ہیں میں گھر کے کئی حصوں سے گزرتے ہوئے اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ ایک چارپائی پر لیٹی ہوئی ہیں۔ اور ایک پتلی دولائی اوڑھی ہوئی ہے۔ نیچے فرش پر سرہانے کی طرف، چارپائی کے پہلو میں ایک عورت چادر اوڑھ کے بیٹھی ہوئی ہے۔ اور عید کا لباس اس نے پہنا ہوا ہے سبز مربعہ کا تنگ پاجامہ ہے اور اس کے پائنچے پر سبزی گوٹ لگی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ امۃ الحی مرحومہ کی والدہ اور حضرت خلیفۃ اولؓ کی اہلیہ ہیں۔ میں ان کے پاؤں کی طرف سے ہو کر امۃ الحی کے پاس گیا۔ اور چارپائی پر بیٹھ گیا۔ اور انہیں پیار کرنا چاہا لیکن انہوں نے ہاتھ سے مجھے پرے کرنے کی کوشش کی۔ اور کہا کہ ایسا نہ کریں۔ میں نے اس پر کہا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی تو اپنی بیویوں کو پیار کیا کرتے تھے مطلب یہ تھا کہ جو ان کے لئے جائز تھا وہ ہمارے لئے سنت ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اُن کی اور بات تھی۔ ان کے ساتھ وعدے تھے۔ میں نے جواباً کہا کہ کیا میرے متعلق کوئی وعدے نہیں۔ یہ بات اشاروں میں ہی ہوتی مطلب یہ تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وعدے ان کے اتباع کی طرف بھی منتقل ہو جاتے ہیں۔ اور آپؐ جو کام بھی کرتے تھے۔ وہ آپؐ کے اتباع کے لئے بھی جائز ہوتا تھا میں نے ابھی بات ختم ہی کی تھی۔ کہ امۃ الحی مرحومہ کی والدہ صاحبہ اُٹھ کر بیٹھ گئیں۔ اور میں نے ان کو یہ بات بتائی۔ انہوں نے میری تائید کی اور امۃ الحی مرحومہ کو سمجھانا شروع کیا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ یہ خواب اتنی پیچیدہ ہے کہ اب تک اس کی تعبیر میری سمجھ میں نہیں آئی۔

―――― (۸) ――――

(یہ رؤیا ۱۹ ستمبر ۱۹۵۴ء کی ہے)

میں نے دیکھا کہ میں ایک گلی میں سے گذر رہا ہوں۔ جس کے پہلو میں ایک بڑے چبوترہ پر بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مشاعرہ ہو رہا ہے۔ اور صوبہ کا گورنر بھی اس میں شامل ہے۔ مگر صوبہ میرے ذہن میں نہیں کہ کونسا ہے۔ میرے ساتھ کوئی شخص جا رہا ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ یہ تو مشاعرہ کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ یہاں تو کثرت سے مشاعرے ہوتے رہتے ہیں۔ گلی کی نکڑ پر ایک گھر ہے جس میں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خاندان کے لوگ ہیں میں اس میں چلا گیا۔ اپنے عزیزوں سے بات کر کے پھر میں باہر کی طرف نکلا۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک ہماری ننھیالی رشتہ دار میرے پیچھے چلی آ رہی ہے۔ ایک اونچی جگہ پر حضرت ام المومنینؓ بیٹھی ہوئی ہیں۔ مجھے یوں معلوم ہوا کہ اس عورت نے آ کر حضرت ام المومنینؓ کی گردن زور سے پکڑ لی ہے۔ اور زور سے دبانے کی وجہ سے گلے میں سے کراہنے کی آواز آتی ہے۔ میں نے مڑ کے دیکھا۔ تو میں نے دیکھا کہ اس نے آپ کی گردن پکڑی ہوئی ہے۔ میں اس طرف گیا۔ مجھے دیکھ کر اس نے گردن چھوڑ دی اور ایک طرف کو چل دی۔ میں نے قدم تیز کر کے اس کو پکڑ لیا۔ اور اس کی گردن کے آگے کی طرف ایک ہاتھ اور پیچھے کی طرف ایک ہاتھ رکھ کر زور سے دبانا شروع کیا۔ اس نے اس پر کہا۔ کہ آپ تو اتنے زور سے دبا رہے ہیں۔ کہ میرا سانس رک جائے گا۔ میں نے کہا تم نے حضرت ام المومنینؓ کی گردن پکڑی تھی اگر ان کو کچھ ہوا۔ تو میں تمہاری گردن توڑ دوں گا۔ اس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے۔ کہ محض ہتھیلیوں کے زور سے میں آدمی کی گردن توڑ سکتا ہوں۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ حضرت ام المومنینؓ کو کھانسی اُٹھی۔ اور آپ کی طبیعت ٹھیک ہو گئی۔ جس پر میں نے اس عزیزہ کو چھوڑ دیا۔ اور باہر کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہ بھی میرے ساتھ چل پڑی۔ ہاں یہ بات کہنی میں بھول گیا۔ کہ جب میں اس عزیزہ کا گلا دبا رہا تھا۔ تو اس نے کہا۔ میں تو یونہی رشتہ داروں والا مذاق کر رہی تھی۔

جب میں باہر کی طرف آرہا تھا۔ کہ ایک لڑکا کہ وہ بھی ہمارا ننھیالی رشتہ دار معلوم ہوتا ہے۔ آیا اور اس نے کہا۔ آپ کو گورنر صاحب یاد کرتے تھے۔ میں نے اسے کہا تجھے کس طرح پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ گورنر صاحب مجھے یاد کرتے تھے۔ اس نے کہا کہ لاوڈ سپیکر میں دو تین دفعہ آپ کے نام کا اعلان ہوا تھا۔ اس پر میں نے دل میں خیال کیا کہ مشاعرہ ہو رہا تھا۔ کہیں مجھے وہ یہ نہ کہدیں۔ کہ اپنے شعر سناؤ، میں تو مجلس میں شعر نہیں پڑھا کرتا۔ جب میں جلسہ گاہ میں پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ مشاعرہ تو ختم ہو چکا ہے۔ اب پہلوانوں کا ایک دنگل ہو رہا ہے۔ لوگ اسے دیکھ رہے ہیں۔ وہ جگہ مجھے دنگل ہوتا ہوا نظر آیا ایک جگہ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ بلوچستان اور ایران کے پرانے زمانہ کے پہلوان رستم وغیرہ کشتیاں لڑ رہے ہیں۔ اور دوسری جگہ پر موجودہ زمانہ کے آدمی پرانے زمانہ کے پہلوان موجودہ زمانہ کے آدمیوں سے کئی گنا بڑے معلوم ہوتے ہیں۔ پہلوان اتنی دور ہیں کہ مجھے وہ اچھی طرح نظارہ نظر نہیں آسکا۔ جب دنگل ختم ہو گئے۔ تو گورنر اور معزز مہمان ایک بڑے ہال میں جمع ہوئے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک چائے کا کمرہ ہے۔ میزیں اور کرسیاں لگی ہوئی ہیں۔ میں بھی ان لوگوں میں ہوں۔ مگر چائے کا سامان مجھے نظر نہیں آیا۔ علاوہ ازیں مسلمان لیڈروں کے کچھ وفات یافتہ مسلمان لیڈر بھی وہاں موجود ہیں۔ مثلاً سر شفیع۔ مولانا محمد علی اور ڈاکٹر انصاری وغیرہ۔ میز کے ارد گرد بیٹھ جانے کے بعد گورنر صاحب نے ایک نوجوان سے سوال کیا۔ کہ سٹیشن پر تمہاری ہندوستانی نو وارد لیڈر سے کیا بات ہوئی تھی۔ اس نوجوان نے کہا۔ کہ اس شخص نے مجھے کہا تھا۔ کہ تم لوگ ذلیل ہو جاؤ گے۔ تو میں نے اسے یہ کہا تھا۔ کہ عزت اور ذلت تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ گورنر نے اس نوجوان کے اس جواب کو بہت سراہا۔ مگر وفات یافتہ مسلمان لیڈروں میں سے ایک لیڈر جو اس نوجوان کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے اور مجھ سے تیسرے نمبر پر تھے۔ اور جن کو میں سر شفیع سمجھتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ کہ قرآن شریف میں جو آتا ہے۔ کہ تعِزّ من تشاء و تذل من تشاء اس کے یہ معنے تو نہیں ہیں۔ کہ ہر عزت اور ہر ذلت خدا کی طرف سے آتی ہے۔ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ بعض لوگوں کو خدا عزت دیتا ہے۔ اور بعض لوگوں کو خدا ذلیل کرتا ہے۔ اس پر میں ان سے مخاطب ہوا۔ اور میں نے کہا۔ کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ لیکن یہ بھی تو ہوتا ہے۔ کہ جب کوئی شخص غرور سے کوئی دعویٰ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی ذلت کے سامان کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس کی توضیح میں میں آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ ایک جنگ پر گئے۔ اس دفعہ انصار اور مہاجرین میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ جھگڑے سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے عبد اللہ بن ابی بن سلول نے جو منافقوں کا سردار تھا۔ یہ فقرہ کہا۔ "یہ مکہ سے آئے ہوئے لوگ بہت مغرور ہو گئے ہیں۔ مدینہ چل لینے دو۔ میں ان لوگوں کی خبر لوں گا۔ وہاں چل کر لیخرجن الاعز منہ الاذل (یہ قرآن شریف کے الفاظ ہیں جن میں اس کے قول کو بیان کیا گیا ہے) میں جو مدینہ کا سب سے معزز آدمی ہوں۔ مدینہ کے سب سے ذلیل آدمی یعنی (نعوذ باللہ من ذالک) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ سے نکال دوں گا۔" یہ خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پہنچی۔ اور اس کے بیٹے کو بھی پہنچی۔ جو نہایت مخلص مسلمان تھا۔" اس کا بیٹا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ نے ایسا ایسا کہا ہے۔ اور واجب القتل ہے۔ اس کے قتل کا جب آپ حکم دیں۔ تو مجھے دیں۔ کیونکہ کسی اور مسلمان نے اسے مارا۔ تو شاید کسی وقت میرا نفس مجھے دھوکا دے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم نے کوئی ایسا ارادہ نہیں کیا۔ لیکن جب مدینہ پہنچے۔ تو مدینہ کے اندر قدم رکھنے سے پہلے عبد اللہ کا بیٹا اپنی سواری سے کود کر گلی کے سرے پر کھڑا ہو گیا۔ اور تلوار نکال لی۔ اور اپنے باپ سے کہا۔ کہ خدا کی قسم اگر تم نے مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ تو میں تمہارا سر کاٹ دوں گا۔ ورنہ اپنے منہ سے یہ اقرار کرو۔ کہ میں مدینہ کا سب سے زیادہ ذلیل آدمی ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انسانوں میں سے معزز آدمی ہیں۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ میں اپنے بیٹے کے ہاتھوں سے مارا جانے والا ہوں۔ تو ذلت کا گھونٹ پی کر وہ فقرے دُہرائے جو اس کے بیٹے نے کہے تھے۔ اور تب اس کے بیٹے نے اسے مدینہ میں داخل ہونے دیا۔ یہ واقعہ سنا کر میں نے اسے کہا۔ کہ دیکھو ایک شخص نے بلا وجہ غرور سے اپنے آپ کو بڑا درجہ دیا۔ اور دوسرے شخص کو جو واقعی بڑے درجہ کا مستحق تھا۔ بلا قصور ادنیٰ درجہ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو کھڑا کر دیا۔ کہ اس کو ذلیل کرے۔ پس اس نوجوان نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک کہا۔ جو لوگ دوسروں پر بڑائی جتلاتے ہیں۔ اور تعلّی کرتے ہیں۔ اور ظلم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی ذلت کے سامان پیدا کرنے میں ضرور حصہ لیتا ہے۔ جب میں نے یہ کہا۔ تو وہ صاحب بولے آپ نے اپنی گفتگو میں "پچتاؤ" "بچتاؤ" کیا لفظ بولا تھا۔ جس میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے جو یہ کہا تھا۔ کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے نے اپنے باپ سے مدینہ کے دروازہ پر جو یہ برتاؤ کیا تھا۔ اس کو انہوں نے بچتاؤ سمجھا ہے تب میں نے کہا کہ میں نے بچتاؤ نہیں برتاؤ کہا تھا۔ اور اس کے معنے سلوک کے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا۔ کہ یہ برتاؤ برتاؤ کیا ہوا۔ اس پر میرے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک صاحب نے جن کے لہجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ یو۔ پی کے ہیں کہا کہ برتاؤ کا لفظ "سلوک" کے معنوں میں اردو میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ اشرف شاعر نے بھی اس کو استعمال کیا ہے۔ پھر انہوں نے مجھے آواز دیکر کہا۔ مرزا صاحب آپ اشرف کے شعروں کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے جواب میں سمجھتا ہوں کہ اشرف کوئی بڑا شاعر ہے اور میں اس کو جانتا ہوں۔ اور اس کے شعروں کو پسند کرتا ہوں۔ اس پر میں نے کہا ہاں میں اس کے شعروں کو پسند کرتا ہوں۔ اس پر انہوں نے اس کے ایک دو شعر پڑھے جن میں برتاؤ بمعنے سلوک کے آتا تھا۔ اس کے بعد مجلس برخواست ہوئی۔ میں جب اُٹھا تو دیکھا کہ میرے پیچھے تین چار یو۔ پی کے معزز شعراء بیٹھے ہیں۔ انہوں نے مجھے اُٹھتے ہوئے دیکھ کر سر جھکا کر ہاتھ ملا کر آداب عرض کیا۔ جیسا کہ یو۔ پی کا دستور ہے۔ میں نے بھی ان کے سلام کا جواب دیا۔ اور باہر کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دور جا کر مجھے محسوس ہوا کہ میری سوٹی میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اور میں اس شبہ میں پڑ گیا۔ کہ سوٹی گھر سے ساتھ لایا تھا یا نہیں اس خیال سے کہ میں پوری تحقیقات کر لوں میں واپس لوٹا۔ تو میں نے نیر صاحب کو آتے دیکھا۔ ان کے کندھے پر برساتی کوٹ پڑا ہوا ہے۔ اور بازو پر کہنی کے مقام پر دو تین سوٹیاں لٹکی ہوئی ہیں۔ مگر ان میں میری سوٹی نہیں ہے۔ اس پر میں ان کو لے کر مذکورہ بالا کمرہ میں آیا۔ اور سوٹی تلاش کرنی شروع کی۔ ابھی سوٹی کی تلاش ہی کر رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی ؁

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کی تقریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم فرمودہ ہے۔ اس مبارک تقریب سے مستفید ہونے کیلئے ملک کے کونے کونے سے احباب مرکز احمدیت میں جمع ہوتے ہیں ان کے کھانے اور رہائش کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ اس انتظام کیلئے کافی پہلے کی تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بروقت اجناس وغیرہ نہ خریدنے سے نرخ بڑھ جانے سے سلسلہ کو نقصان کا اندیشہ ہے۔ اخراجات جلسہ سالانہ کے لئے ہر احمدی سے چندہ لیا جاتا ہے جس کی شرح سال میں ایک ماہ کی آمد کا دس فیصدی جلسہ سالانہ کا چندہ بھی لازمی چندوں میں سے ہے اور ہر احمدی کا فرض ہے کہ دوسرے لازمی چندوں کی طرح اس کی ادائیگی بھی باقاعدگی سے کرے۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ کچھ لوگ تو یہ چندہ ادا ہی نہیں کرتے۔ اور سال لبا سال کی طرف بقایا ہے۔ بعض احباب یہ چندہ ادا تو کرتے ہیں مگر بروقت ادا نہیں کرتے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ حالانکہ اس چندہ کی ضرورت جلسہ سے قبل شروع ہوتی ہے تاکہ اجناس وغیرہ بروقت خریدی جائیں۔ اور دیگر انتظامات بھی مکمل کئے جائیں۔ جلسہ سالانہ پر اخراجات کے مقابل پر آمد بہت کم ہوتی ہے۔ اس لئے احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست کروں گا۔ کہ وہ جلسہ سالانہ کے چندہ کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور کوشش فرمائیں۔ کہ ماہ اکتوبر و ماہ نومبر میں چندہ جلسہ سالانہ ادا کر دیں۔ پریذیڈنٹ و امراء صاحبان سے بھی درخواست ہے۔ کہ وہ خطبات میں جلسہ سالانہ کے چندہ کی اہمیت احباب کے ذہن نشین کروائیں اور وصولی کی کوشش فرماویں۔ جو رقوم سیکرٹریان مال کے پاس جمع ہیں۔ وہ جلد سے داخل خزانہ کروانے کی کوشش کریں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

عالمِ احمدیت

امریکہ کی احمدی جماعتوں کی ساتویں کامیاب سالانہ کنونشن

ملک کے طول و عرض سے احباب کی تشریف آوری ٭ محبت و اخلاص کے ایمان افروز مناظر ٭ مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے اجلاس ٭ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے اہم تجاویز ٭ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی تقریر کا ریکارڈ

(از میاں بشارت احمد صاحب منیر ایم۔ اے)

اس سال پٹس برگ جماعتہائے احمدیہ امریکہ کی ساتویں سالانہ کنونشن کا مرکز رہا۔ یہ تیسرا موقع تھا کہ کنونشن پٹس برگ میں ہوئی۔ ۳ ستمبر جمعہ کی شام کو احباب آنے شروع ہوئے اور ہفتہ کی صبح تک تقریباً سب احباب تشریف لا چکے تھے۔ باوجود مالی دقتوں کے احباب کی رہائش اور کھانے کا انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ مولوی عبدالقادر صاحب ضیغم کی سعی قابل قدر ہے۔ جنہوں نے کنونشن کا سارا انتظام کیا۔ سوائے مولوی شکر الٰہی صاحب کے باقی سب مبلغین کنونشن پر موجود تھے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آنیوالے مخلصین میں تقریباً سب احباب کے منہ پر داڑھی اور سر پر ٹوپی دکھائی دے رہی تھی مستورات نے بھی اس قسم کا لباس پہن رکھا تھا جو اسلامی رنگ رکھتا تھا۔ پٹس برگ کی بعض خواتین نے کھانے وغیرہ کے تیار کرنے میں بڑی مدد دی جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

کنونشن دو دن تک جاری رہی۔ ہفتہ ۴ ستمبر ۵۴ء صبح ۹½ بجے پہلا اجلاس مشن ہاؤس میں منعقد ہوا۔ جو ایک Panel Discussion کی صورت میں تھا۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد نماز ظہر و عصر Y.M.C.A ہال میں ادا کی گئی۔ اور نماز کے بعد اسی جگہ دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ اس اجلاس میں مختلف سنٹرل سیکرٹریوں نے اپنے اپنے سال بھر کے کام کی رپورٹیں پیش کیں۔ اس کے بعد چند ریزولیوشن پاس کئے گئے اور اجلاس برخواست ہوا۔ ۵ ستمبر بروز اتوار صبح تین مختلف اجلاس بیک وقت شروع ہوئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا اجلاس مشن ہاؤس میں۔ لجنہ اماء اللہ کا اجلاس وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں اور فائینانس کمیٹی کا اجلاس مشن ہاؤس میں۔ خدام الاحمدیہ کے اجلاس میں خدام کے لئے پروگرام بنانے کی کوشش کی گئی۔ عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اور خدام کو احساس ذمہ داری دلایا گیا۔ لجنہ کے اجلاس میں عہدیداران کا انتخاب کیا گیا۔ سال بھر کی کارروائی کی رپورٹ پیش کی گئی۔ شرح چندہ وغیرہ کے متعلق فیصلے کئے گئے۔ فائینانس کمیٹی میں مبلغ انچارج مولوی خلیل احمد صاحب ناصر نے بجٹ پر تفصیلی بحث کی اور عہدیداران سے دریافت کیا کہ چندہ کن کن آئیٹموں پر خرچ کی جاتی ہے۔ کل چندوں کے علاوہ مرکز کو کس قدر رقم کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ چندوں کے بڑھانے کے متعلق تجاویز ہوئیں۔

نماز ظہر و عصر Y.M.C.A ہال میں ادا کی گئی۔ اور اس کے بعد چوتھے اور آخری اجلاس کی کارروائی Y.M.C.A ہال میں شروع کی گئی۔ اس اجلاس میں مختلف احباب اور مبلغین نے مختصر تقریریں کیں۔ اور حضور کی آواز کا ریکارڈ سنایا گیا۔ اجلاس کے بعد دعا کے ساتھ کنونشن کا اختتام ہوا۔

Y.M.C.A ہال میں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے نمائش لگائی گئی۔ جس میں کچھ چیزیں ربوہ سے بھی آئی تھیں۔ اور باقی امریکن بہنوں نے خود تیار کی ہوئی تھیں۔ سلسلہ کے لٹریچر کی بھی جو امریکہ میں دستیاب ہوتا ہے نمائش کی گئی تھی۔

دوران کنونشن میں تین غیر مسلم اصحاب نے اسلام قبول کیا۔ اس کا اعلان مولوی خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ انچارج نے آخری اجلاس میں ۵ ستمبر کو کیا۔ ان کے اسلامی نام جو تجویز کئے گئے یہ ہیں۔ برادر عبدالسمیع۔ بہن رابعہ شریف۔ بہن قانتہ سلیم۔ بہن قانتہ سلیم کے لڑکے کا نام احمد سلیم تجویز کیا گیا۔ گویا چار نفوس کا اضافہ ہوا۔ یہ سب احباب شکاگو سے آئے تھے۔

کنونشن کے مختلف اجلاسوں کی مفصل کارروائی حسب ذیل ہے۔

پہلا اجلاس

۴ ستمبر ۵۴ء کو صبح ۹½ بجے پہلا اجلاس مشن ہاؤس پٹس برگ میں شروع ہوا۔ اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے مولوی عبدالقادر صاحب ضیغم نے شروع کی اسکے بعد تین امریکی بھائیوں نے یعنی برادر احمد نور اللہ صاحب (واشنگٹن) برادر محمد صادق صاحب (نیو یارک) اور برادر خلیل محمود صاحب (ڈیٹن) نے بھی قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اس کے بعد ماسٹر نذیر اللہ صاحب کی تلاوت کا ریکارڈ سنایا گیا۔

مکرم مولوی خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ انچارج نے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے بتایا کہ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج ہم امریکہ میں ساتویں بار کنونشن کر رہے ہیں۔ سات کا عدد اسلامی تاریخ میں اہمیت رکھتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعداد سات سو تک پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا کہ اب ہم اتنے ہو گئے ہیں۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں مغلوب نہیں کر سکتی۔ اب ہم ایک طفل شیرخوار سے شعور کی عمر کو پہنچ گئے ہیں۔ پھر انہوں نے بتایا کہ پٹس برگ میں یہ تیسری بار ہے کہ ہم کنونشن کر رہے ہیں یہ وہ شہر ہے جہاں امریکہ میں سب سے پہلے احمدی مجاہد مرزا منور احمد صاحب نے تبلیغ اسلام کرتے ہوئے راہ مولیٰ میں اپنی جان دی۔ پھر انہوں نے بتایا کہ ابھی چند روز قبل ریجنل کونسل آف ورلڈ چرچز کا اجلاس ہو رہا تھا جس میں عیسائیت کا پیغام دنیا کو پہنچانے کی ترکیبیں سوچی جا رہی تھیں۔ اور اب ہم اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ان کے ذرائع اور تعداد نہایت وسیع ہیں۔ اور ہم ظاہری لحاظ سے تعداد سے قلیل اور ذرائع میں محدود۔ مگر ہمیں خدا تعالیٰ کی نصرت پر پورا یقین ہے پس آؤ ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے ہمارے ارادوں اور کوششوں میں برکت دے۔ اور ہم سے اسلام کی خدمت کا صحیح طور پر کام لے۔ دعا کے بعد اجلاس کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی۔

اس کے بعد مولوی غلام یٰسین صاحب جنہوں نے اس اجلاس کی صدارت کرنی تھی بتایا کہ یہ اجلاس Panel Discussion پر مبنی ہوگا پینل پر برادر عبدالشکور (واشنگٹن) برادر نور الاسلام صاحب (شکاگو) اور بشارت احمد صاحب منیر ہوں گے۔ سامعین احباب سے سوالات پوچھیں گے اور ان میں سے کوئی ان سوالات کا جواب دیں گے۔

سوالات کے دوران میں پہلے ایک نے پوچھا کہ احمدی اور دوسرے غیر احمدی مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ پھر ایک صاحب نے دینی تعلیم کے ذرائع پر سوال کیا۔ کچھ دیر تک بحث ہوتی رہی کہ احمدی مسلمانوں میں دینی تعلیم کا کیا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب ناصر نے بتایا کہ اس سے پہلے ایک دفعہ موسم گرما کی کلاس کی صورت میں اور پھر خط و کتابت کے کورس کے ذرائع سے دینی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم میں بھی احباب کو آگے بڑھنا چاہئیے۔ اس طرح کے دلچسپ سوالات کا سلسلہ دیر تک جاری رہا جس میں سامعین نے پوری سرگرمی سے حصہ لیا۔ ۱۲½ بجے اجلاس کی کارروائی دعا کے ساتھ ختم ہو گئی۔

دوسرا اجلاس

۴ ستمبر ۵۴ء نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے بعد ۲½ بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ مولوی نور الحق صاحب انور کی تلاوت قرآن پاک سے کارروائی شروع ہوئی۔ برادر محمد شہید (پٹس برگ) اجلاس کی صدارت کر رہے تھے۔ انہوں نے پٹس برگ کی طرف سے کنونشن پر آنیوالے سب بھائیوں کو خوش آمدید کہا۔ اس اجلاس میں مختلف مرکزی سیکرٹریوں نے اپنی اپنی سرگرمیوں کی سال بھر کی رپورٹیں پیش کیں۔

الحمد للہ شکر ہے کہ جماعت احمدیہ امریکہ کی ساتویں سالانہ کنونشن بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔ ہر پہلو سے یہ ایک کامیاب کنونشن کہلانے کی مستحق ہے۔ مختلف جگہوں سے آئے ہوئے احمدی بھائیوں میں اکثر اخلاص کا اچھا نمونہ پیش کر رہے تھے۔ امریکہ جیسے دنیادار اور عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے ملک میں یہ اسلام کے مجسمے۔ یہ داڑھی والے چہرے اور چادر پوش خواتین عام امریکی باشندوں سے بہت مختلف دکھائی دے رہے تھے۔ یہ مٹھی بھر اسلام کے پروانے امریکہ جیسے وسیع ملک میں آٹے میں نمک بھی نہیں۔ مگر انشاء اللہ یہی وہ ستون ثابت ہوں گے جن پر امریکہ میں اسلام کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہوگی۔

مختلف شعبوں کی سالانہ رپورٹیں

۱۔ مرکزی سیکرٹری تعلیم۔ برادر نور الاسلام صاحب:-
پچھلے سال میں دینیات کا امتحان ہوا۔ ۲۰ سے زیادہ بہنوں اور بھائیوں نے امتحان میں شرکت کی اور کئی ایک نے بہت اچھے نمبر لئے۔ واشنگٹن کی ایک بہن نے ۱۰۰ نمبر بھی لئے۔ دوران سال میں قرآن کریم کا زیادہ سے زیادہ حصہ ختم کرنے پر انعامات کا وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ انعامات اجلاس کے دوران میں تقسیم کئے گئے۔ پہلا انعام بہن صالحہ (انڈیانا پولس) کو ملا۔ پہلا انعام اسلامی اصول کی فلاسفی کا انگریزی ترجمہ تھا۔ دوسرا انعام

An Introduction to The Study of The Holy Quran

بہن حلیمہ علی (انڈیانا پولس) کے حصے میں آیا۔ بہن صالحہ اجلاس میں موجود نہیں تھیں۔ ان کی طرف سے بہن حلیمہ نے یہ انعام وصول کیا۔

۲۔ مرکزی سیکرٹری تقسیم لٹریچر بہن امۃ اللطیف صاحبہ (ڈیٹن) نے بتایا کہ

سال کے دوران میں مختلف لائبریریوں میں جن کی تعداد تقریباً ۱۴۰ کے قریب بنتی ہے لٹریچر بھیجا گیا جس میں اسلامی اصول کی فلاسفی کا انگریزی ترجمہ۔ قرآن پاک کا پہلا پارہ شامل ہیں۔ اور مسلم سنرائز ۱۲۰ لائبریریوں کو بھجوایا جاتا رہا۔ سیکرٹری صاحبہ نے ان سب لائبریریوں وغیرہ کے نام پڑھ کر سنائے اور یہ بھی بتایا کہ کہاں کہاں کونسی کتابیں بھیجی گئیں۔

۳۔ سیکرٹری مسلم سنرائز۔ بہن حامدہ حکیم (کلیولینڈ) چونکہ بہن خود نہ آسکیں۔ اس لئے ان کی طرف سے بہن امۃ اللطیف نے رپورٹ پڑھی۔

۴۔ مرکزی سوشل سیکرٹری بہن حلیمہ شہید (پٹسبرگ) چونکہ بعض انتظامات کنونشن میں مصروف تھیں۔ ان کی طرف سے بہن مریم صادق (نیو یارک) نے رپورٹ پیش کی۔

برادر محمد صادق سیکرٹری تبلیغ۔ برادر احمد شہید (پٹسبرگ) سیکرٹری مالی اور برادر بشیر افضل سیکرٹری قبرستان نے بھی اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ رپورٹوں کے بعد سات ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ (باقی)

(الفضل ۹/۱۰)

سر جون کولڈ سٹریم سابق جج ہائیکورٹ لاہور

— تاریخ احمدیت میں —

سر جون کولڈ سٹریم لاہور ہائی کورٹ کے ایک سابق جج اور بعد میں ریاست کپورتھلہ کے وزیر اعلیٰ چھہتر برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ وہ ۱۹۰۰ء میں ہندوستان کی اعلیٰ ملازمت میں شامل ہوئے اور پنجاب کمیشن میں رہنے کے علاوہ اسسٹنٹ کمشنر اور پٹیالہ میں پولیٹیکل ایجنٹ کے اسسٹنٹ رہے ۱۹۰۹ء میں انہیں حکومت پنجاب کا نائب سیکرٹری بنایا گیا۔ پہلی عالمگیر جنگ میں وہ عارضی طور پر فرانس میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اور بعد میں ڈسٹرکٹ اور سشن جج کی حیثیت سے دوبارہ پنجاب واپس گئے۔ دہلی میں جوڈیشل فرائض سرانجام دینے کے بعد انہیں ۱۹۲۳ء میں پنجاب کے محکمہ قانون سازی کا سیکرٹری اور قانونی مشیر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۶ء تک وہ ریاست کپورتھلہ کے وزیر اعلیٰ رہے۔ ۱۹۳۸ء میں انہیں سر کا خطاب دیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں احرار نے قادیان میں کانفرنس کی جس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے جماعت احمدیہ کے رہنماؤں اور جماعت پر دشنام آمیز گندی زبان میں شدید حملے کئے چنانچہ مقدمہ دائر ہوا۔ جس میں حضرت امام جماعت احمدیہ بھی قوم کی طرف سے بطور گواہ طلب ہوئے عدالت نے بخاری صاحب کو چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی۔ بخاری صاحب نے اپیل کی جس کا فیصلہ مسٹر جی۔ ڈی کھوسلہ سشن جج گورداسپور نے کیا۔ اور فیصلہ میں جماعت احمدیہ پر دشنام طرازی کی۔ قانون شکنی اور قتل و غارت کے الزامات لگائے اور بخاری صاحب کے جرم کو محض اصطلاحی تصور کر کے سزا میں تخفیف کر دی۔ ان الزامات کی زد حکومت پر بھی پڑتی تھی۔ کہ اس کا نظام قادیان میں مفلوج رہا۔ چنانچہ حکومت پنجاب اور جماعت کی طرف سے ہائی کورٹ میں مرافعہ دائر کیا گیا۔ اور نومبر ۱۹۳۵ء کو مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم نے اس کے متعلق ایک طویل فیصلہ لکھا۔ اور انصاف پسندی سے کام لیتے ہوئے اس ظلم کی دادرسی کی۔ جو پہلے فیصلہ کی رو سے ہوا تھا۔ اور احرار نے سشن جج کو کثرت سے شائع کر کے جماعت احمدیہ کے خلاف وسیع پروپیگنڈا شروع کر دیا تھا۔ آپ نے نہایت جرأت مندانہ طریق سے فیصلہ لکھا۔ آپ کی منصفانہ کارروائی تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ یہی فرسودہ الزامات ہیں کہ جو گذشتہ سال پاکستان میں بالخصوص صوبہ پنجاب میں احمدیوں کے خلاف احرار اور جماعت اسلامی کی طرف سے ایک ایسی خطرناک فضا پیدا کرنے کا موجب ہوئے۔ کہ جس کا نتیجہ قتل و غارت۔ لوٹ مار۔ آتشزنی اور بالآخر مارشل لاء اور انقلاب کا بعینہ صوبائی و مرکزی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور تحقیقاتی عدالت نے اس نتیجہ پر جماعت احمدیہ کو بری اور احرار وغیرہ کو ملزم گردانا جس نتیجہ پر مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم نے انیس سال قبل جماعت کو ان الزامات سے بری قرار دے کر عدل و انصاف کا تقاضا پورا کیا تھا۔ ۱۹۳۶ء میں احرار نے جو الزامات لگائے باوجود عدالت کی طرف سے تردید کے اس شرانگیز ٹولہ نے اس کی تشہیر جاری رکھی۔ اور اب بھی اپنے طریق سے سر مو انحراف کرتے نظر نہیں آتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جس نے ہر دو مواقع پر انصاف پسند ججوں کی نظروں میں جماعت احمدیہ کو بری قرار دیا۔ آئندہ بھی اس کی حفاظت کے سامان کرتا رہے گا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم کے حق گویانہ بعض فقرات ہم درج ذیل کر دیتے ہیں:۔

"فیصلہ زیر بحث میں بعض جگہ ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن سے شبہ پڑتا ہے کہ کیا فاضل جج نے پورے طور پر منصفانہ نگاہ سے معاملہ پر غور کیا ہے۔ اس فیصلہ کا بہت سا حصہ مبالغہ آمیز ہے ...... قادیانیوں کے عقائد کی صحت یا غلطی اس مقدمہ میں عدالت کے لئے غور کرنے کی بات نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی پس اس قسم کی زبان کا استعمال ایک بدقسمتی کی بات ہے۔ اور وہ اس وجہ سے اور بھی زیادہ قابل افسوس ہے"۔

"یہ ساری کی ساری شہادت فاضل سشن جج کے ملامت آمیز کلمات کے لئے کوئی وجہ جواز پیش نہیں کرتی"۔

"یہ بالکل سچ ہے کہ جج نے یونہی بلا وجہ اپنا راستہ چھوڑ کر ایک ایسے فریق کے خلاف نکتہ چینی کی ہے جو فریق مقدمہ نہ تھا۔ اور جب شہادت کو دیکھا جاتا ہے تو وہ بھی ان نتائج کے ثبوت کے لئے بالکل ناکافی ثابت ہوتی ہے"۔

"ان فقرات سے جن کے حذف کئے جانے کی درخواست کی گئی ہے۔ فاضل سشن جج کی اس ذہنی کیفیت پر روشنی پڑتی ہے جس سے اس نے مقدمہ میں غور کیا ہے اور یہ شک جو فیصلے کے بہت سے دوسرے حصوں کی زبان پیدا کرتی ہے کہ اس مقدمہ میں شہادت کا صحیح موازنہ نہیں کیا گیا۔ مسل کے مطالعہ سے کم نہیں ہوتا"۔

"چیف سیکرٹری کا حلفیہ بیان اس فیصلہ کے بے بنیاد نتائج کو غلط قرار دیتا ہے"۔

"بہت بہتر ہوتا کہ زبان حد اعتدال کے اندر رکھی جاتی اور حقیقتاً یہ تمام جملے غیر ضروری ہے"۔

"سشن جج کے یہ الفاظ واقعات کا بالکل صحیح بیان نہیں ہیں"۔

"یہ ریمارک بالکل بے بنیاد ہے"۔

"یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ان باتوں میں فاضل جج کو سزا میں تخفیف کرنے کی وجہ کیونکر نظر آ گئی"۔

"ایسا نتیجہ نکالنا شاذ ایک نادر ابتذال اور جسارت کا فعل ہے ..... کوئی اور جج شہادت سے ایسا نتیجہ نکالنا جائز نہ سمجھتا"۔

"مرزا صاحب کا تیس چالیس یا پچاس سال قبل کا کوئی قول یا فعل کسی امکانی رنگ میں ۱۹۳۴ء میں قادیانیوں اور احرار کے درمیان منافرت پھیلانے کے لئے وجہ استعمال نہیں ہو سکتا اور اس لئے وہ شہادت جس پر سشن جج نے اپنے ریمارک کی بنیاد رکھی ہے۔ اس مقدمہ کے لحاظ سے ایک غیر متعلق امر ہے۔ اور اس عبارات کے آخری دو فقرات غیر متعلق اور غیر ضروری اور دلآزار ہیں۔ اور میں انہیں حذف کر دینے کا حکم دیتا ہوں"۔

"اس مقدمہ میں اس سوال کے ساتھ کہ مجرم کو کیا سزا دی جانی چاہیئے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ یہ فقرہ غیر ضروری اور دلآزار ہے اور ہرگز فیصلہ کا حصہ نہیں بننا چاہیئے تھا"۔

ڈاکٹر کاٹجو کے مضمون پر تبصرہ (بقیہ صفحہ ۱)

اور ہندوؤں کا نہیں۔ ساری قوم کی بقا کا سوال ہے۔ اگر ہماری آزادی ہی نہ رہی تو یہ مندر، مسجد کس کام کے۔ ہمیں دس سال امن کے چاہئیں۔ اگر ہم کسی طرح یہ مہلت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور ہماری قومی تعمیر ہو جائے۔ تو پھر مندر، مسجد کا جھگڑا دھرا رہے گا۔ اس وقت تک آزادی کی بنا اسنیہ و مسلم دونوں کے زاویہ نگاہ کو بدل چکی ہو گی۔

پاکستان کی پوزیشن

ان کے لیڈروں نے ملک کو امریکہ کے ہاتھوں بیچ دیا ہے۔ آج پاکستان کی فوج پر امریکہ کا قبضہ ہوا جاتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم پاکستانی عوام کو محسوس کرائیں کہ ان کے لیڈروں نے ان سے غداری کی ہے ہم انہیں ڈاکٹر صاحب کا مضمون دے کر اپنے برخلاف پرچار کا مواد مہیا کر رہے ہیں۔ پاکستانی عوام کو مشتعل کر رہے ہیں کہ وہ ہم سے نفرت کریں یہ کوئی اچھی نیتی نہیں کسی وزیر کو مضمون لکھتے ہوئے اپنی نازک سرحدوں کو دماغ سے اوجھل نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر پاکستان سے ہمارا کھچاؤ بڑھ جائے تو ہماری تعمیر رک جائے گی۔ اور ہم بھی اپنی قوت اپنے دفاع پر روپیہ صرف کرنے پر مجبور ہوں گے۔ پنڈت نہرو نے تبت پر چین کا تسلط تسلیم کر کے جہاں اربوں روپیہ دفاع پر خرچ کرنے سے بچا لیا وہاں ہم پاکستان سے بگاڑ کر اربوں روپیوں کا بوجھ اپنے اوپر لاد لیں گے۔

میرا ایک دوست حال ہی میں پاکستان سے آیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ پاکستان سرکار کی نیتی یہ ہے کہ کروڑپتی پیدا کئے جائیں اور عوام کو بھوکا ننگا کر دیا جائے۔ تاکہ وہ فوج میں بھرتی ہونے پر مجبور ہوں۔ وہ سارے ملک کو فوجی بنانے کی نیتی پر چل رہے ہیں۔ اس سے ہمیں بڑے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

آج خوش قسمتی سے بھارت میں پنڈت نہرو ہیں۔ وہ بڑی سمجھ سے ہمیں جنگ کے جارحانہ حرکات سے بچانے کیلئے کئے جاتے ہیں۔ اس لئے عوام اور ہر وزیر کا فرض ہے کہ اس نیک کام میں ان کی مدد کریں۔ ڈاکٹر کاٹجو صاحب کا مضمون چاہے کتنا ٹھنڈا کتنا شستہ کتنا ہی عمدہ ہو مگر یہ پنڈت نہرو کی بنیادی پالیسی سے جوڑ نہیں کھاتا۔ یہ شدہ ستان کی نازک سرحدوں کی طرف نہیں دیکھتا۔ یہ آج کے مسائل پر غور نہیں کرتا۔ یہ خالص امریکی سامراجی پالیسی کی مدد کرتا ہے۔ یہ ہندوؤں میں وہ فضا پیدا کرتا ہے جو امریکی سامراج چاہتا ہے۔ یعنی فرقہ وارانہ کشیدگی اور فرقہ وارانہ کھچاؤ۔ اس لحاظ سے یہ مضمون کوئی قومی خدمت نہیں۔ (بشکریہ الجمعیۃ دہلی)

تنقیحات

"مسجد اور سیاسی پروپیگنڈا"

ریاست مالیرکوٹلہ کی جماعت اہلِ حدیث میں جماعت اسلامی کے سوال پر اختلاف پیدا ہوگیا۔ ایک ہی مسجد میں دو جماعتیں ہونے لگیں۔ آخر یہ معاملہ مولانا ابو الکلام آزاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ مولانا نے اس معاملہ کا جو فیصلہ کیا ہے اس کے ضروری اقتباس یہ ہیں جو بنائے نزاع زود مضمون کرتے ہیں:۔

بنائے نزاع "مالیرکوٹلہ میں جماعت اہلِ حدیث کی ایک مسجد ہے۔ جس کا انتظام انجمن اہلِ حدیث کی نگرانی میں ہے۔ مسجد کی امامت و خطابت کے لئے انجمن نے یہ طے کیا تھا کہ اس منصب پر ایسے اہلِ حدیث عالم کو مقرر کرنا چاہیئے جو قرآن و حدیث کا درس دے سکے۔ اور توحید و سنت کا مبلغ ہو۔ دو سال ہوئے مولوی محمد امین صاحب مالیرکوٹلہ آئے اور اس منصب پر مقرر کئے گئے۔ مولوی صاحب ممدوح جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس منصب کو جماعت اسلامی کے افکار و عقائد کی تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ بنا لیا۔ اور یہ صورت بتدریج یہاں تک بڑھ گئی۔ کہ ان کے وعظ و ہدایت اور عملی جدوجہد کا تمام تر مرکز جماعت اسلامی کی دعوت و تبلیغ ہوگئی۔ جماعت اسلامی کا مرکز قائم کیا گیا اور بیت المال بھی کھول دیا گیا۔ اس صورتِ حال کی وجہ سے جماعت اہلِ حدیث میں اختلاف رونما ہوا۔ ایک گروہ نے اسے پسند نہیں کیا کہ مسجد کی امامت جماعت اسلامی کی دعوت و تبلیغ کا آلہ کار بنا دی جائے"۔

فیصلہ "سوال یہ ہے کہ مسجد اہلِ حدیث کی امامت و خطابت کے فیصلہ کو کسی دوسرے مذہبی یا سیاسی تحریک کی دعوۃ و تبلیغ کا ذریعہ بنانا مناسب ہے یا نہیں؟ اور جماعت اہلِ حدیث کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسا کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ معاملے کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں ہوگا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسباب کا دروازہ فوراً بند نہیں کردیا گیا تو یہ بات اہلِ حدیث کے لئے آئندہ طرح طرح کی مشکلات و مفاسد کا ذریعہ بنائی جاسکتی ہے۔ آج جماعت اسلامی کا سوال پیدا ہوا ہے۔ کل کو کوئی دوسرے امام صاحب آئیں گے۔ اور مسجد کے منبر کو کسی دوسری سیاسی یا مذہبی تحریک کی دعوت و تبلیغ کا پلیٹ فارم بنا دیں گے نتیجہ یہ نکلے گا کہ مسجد کی امامت وقت کی سیاسی یا مذہبی تحریکوں کا ایک بازیچہ بن کر رہ جائے گی۔ اور جماعت اہلِ حدیث اپنے مسلک اور اصول کو محفوظ نہیں رکھ سکے گی۔

ملک میں جو سیاسی اور مذہبی تحریکیں چل رہی ہیں۔ لوگوں کو اختیار ہے۔ کہ اگر چاہیں تو ان میں دلچسپی لیں۔ لیکن مسجد کی امامت و خطابت کو اس کا آلۂ کار بنانا کسی طرح بھی درست نہیں ہوسکتا۔ مسجد کا منبر صرف کتاب و سنت کی تبلیغ و تلقین کے لئے ہے۔ اسے دوسری تحریکوں دعایۃ (پروپیگنڈا) کا پلیٹ فارم نہیں بنانا چاہیئے۔ اگر ایسا کیا گیا۔ تو یہ جماعت کے لئے ایک خطرناک اقدام ہوگا"۔

مولانا کا یہ عالمانہ فیصلہ روزنامہ الجمعیۃ ۱۴ر اکتوبر میں شائع ہوا۔ اس پر جہاں پاکستان کی مودودی اخباروں نے مولانا کے حق میں خوب جلی کٹی سنائی ہیں وہاں بھارتی صالحیت کچھ پیچھے نہیں رہی۔ چنانچہ بطور نمونہ ہم اخبار دعوت دہلی کے چند اقتباسات ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جس سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوسکے گا۔ کہ وہ لوگ جو مولانا آزاد کو کل تک امام الہند قرار دیتے اور آپ کی بعض تقریرات کو جماعت احمدیہ کے خلاف بطور سند بعض پرچوں میں درج کرتے رہے ہیں۔ آج ان کے محققانہ فیصلہ پر کیوں چیں بجبیں ہیں۔ اب الحق مرٌ کا مقولہ کیوں نظر انداز ہو رہا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

۱۔ "ایک مقامی مسئلہ کو پریس میں لاکر اسے ہندوستان گیر بنانے کی کوشش کی گئی ہے"

۲۔ "ہمیں افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ مولانا آزاد نے بناتے فیصلہ ایک فریق کے اغراض و مقاصد کو بنایا ہے اور اس طرح ارادی یا غیرارادی طور پر مسلمانوں کے اندر گروہی عصبیت کی آگ کو ہوا دی گئی ہے کہ مسلمانوں کے مختلف ادارے اور افراد کسی خاص دینی مقصد کے لئے بھی ایک جگہ جمع ہوکر کوئی مفید کام انجام نہ دے سکیں!"

۳۔ "مولانا آزاد نے تحریر فرمایا ہے کہ افراد اپنی انفرادی حیثیت میں دوسری جماعتوں سے تعلق رکھ سکتے ہیں۔ لیکن جماعتی ذرائع اور وسائل کو دوسری کسی بھی جماعت کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن چونکہ یہ بات حالات پر انطباق کئے بغیر کہی گئی ہے اس لئے انتہائی مبہم اور مغالطہ آمیز بن کر رہ گئی ہے"۔

۴۔ "مولانا آزاد نے اپنے فیصلہ میں فرمایا ہے کہ مسجد کا منبر صرف کتاب و سنت کی تبلیغ کے لئے ہے۔ اسے دوسری تحریکوں کے دعائیہ (پروپیگنڈہ) کا پلیٹ فارم نہیں بنانا چاہیئے۔ بظاہر یہ بات بڑی معقول معلوم ہوتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا خود کتاب و سنت کی بنیاد پر کوئی تحریک نہیں اٹھائی جاسکتی۔ اور اگر کتاب و سنت کی خاطر کوئی تحریک اُٹھے تو کیا وہ بھی اپنی بات مسجد کے منبر سے نہیں کہہ سکتی؟ دراصل یہ ارشاد اگر یوں ہوتا کہ مسجد کے منبر سے کسی ایسی تحریک کی بات نہیں کہی جاسکتی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو تو غالباً زیادہ صحیح ہوتا"۔ (دعوت ۹ر اکتوبر)

ہم اس اعتراض کا حق نہیں رکھتے۔ کہ جماعت اسلامی ہند کے آرگن نے مولانا کے فیصلہ پر کیوں نکتہ چینی کی یا اُسے سقیم قرار دیا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ "صالح قیادت" کا تقاضا ہے کہ وہ ہر بڑے سے بڑے عالم بلکہ صلحاء و مجددین پر بھی نقد و نظر کا "حق" نہیں سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے حدفِ تنقید سے کوئی بزرگ بھی بچ نہیں سکا۔ اس بات پر مولانا مودودی صاحب کی تصنیف "تجدید و احیائے دین" کافی ضمانت ہے ؎

دشمن کو بھی جو مومن کہتا نہیں وہ بائیں
تم اپنے کرم فرما کے حق میں بڑا سمجھے

تاہم مولانا آزاد کے عالمانہ فیصلہ کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مولانا کے نزدیک جماعت اسلامی کے نمائندہ "اثری" صاحب کتاب و سنت کے سوا کچھ اور باتوں کا پروپیگنڈا کرتے تھے۔ ورنہ اس طرح امامت و خطابت سے بیدخل نہ کئے جاتے اور نہ ہی بعض مقامی احباب اُن سے بیزاری کا اظہار کرتے

حقیقت یہ ہے (اور مولانا آزاد بھی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں) کہ جماعت اسلامی کا کتاب و سنت کے ساتھ براہ راست کوئی تعلق نہیں ان کے چہرے پر مذہبی نقاب تو محض دکھاوے کا سامان ہے۔ اور اقامت دین کا نعرہ صرف عوام کو بھیا لینے کے لئے بلند کیا جاتا ہے۔ اور در پردہ حصول اقتدار کی ہوس ہے۔ جسے ہر قیمت پر حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جیسا کہ ان کے پیشوا مولانا مودودی صاحب اپنی جماعت کا نصب العین یوں الفاظ بیان کرتے ہیں:۔

"یہ مذہبی تبلیغ کرنے والے واعظین اور مبشرین کی جماعت نہیں ہے بلکہ خدائی فوجداروں کی جماعت ہے (لتکونوا شہداء علی الناس) اور اس کا کام یہ ہے کہ دنیا سے ظلم۔ فتنہ فساد۔ بداخلاقی طغیان اور ناجائز انتفاع کو بزور مٹا دے۔ ارباب من دون اللہ کی خداوندی کو ختم کردے اور بدی کی جگہ نیکی قائم کرے ... لہٰذا اس پارٹی کے لئے حکومت کے اقتدار پر قبضہ کئے بغیر کوئی چارہ نہیں"۔ (تفہیمات ۴۷۴)

"اصلاح خلق کی کوئی سکیم بھی حکومت کے اختیارات پر قبضہ کئے بغیر نہیں چل سکتی جو کوئی حقیقت میں خدا کی زمین سے فتنہ و فساد کو مٹانا چاہتا ہو۔ اور واقعی یہ چاہتا ہو کہ خلقِ خدا کی اصلاح ہو تو اس کے لئے محض واعظ اور ناصح بن کر کام کرنا فضول ہے۔ اسے اُٹھنا چاہیئے اور غلط اصول کی حکومت کا خاتمہ کر کے غلط کار لوگوں کے ہاتھوں سے اقتدار چھین کر صحیح اصول اور صحیح طریقے کی حکومت قائم کرنی چاہیئے"۔

(حقیقت جہاد زیرِ عنوان جہاد کا مقصد)

یہ دونوں حوالے "جماعت اسلامی" کے حق میں ہمارے خیال کے لئے کافی ثبوت ہیں۔ لیکن اگر کہا جائے کہ نہیں صاحب یہ اصول اور اس قسم کی ہدایات تو "مسلم ریاست" میں لینے والے "صالحین" کے لئے ہیں۔ بھارت کے "صالحین" کے لئے "اقامت دین" کی تشریح اس سے جدا گانہ ہے تو ہماری مؤدبانہ گذارش ہے۔ کہ اصلیت نہیں بدلا کرتی البتہ مصلحت وقت کے ماتحت کسی مفہوم کو الفاظ کا لباس اور رنگ پہنا دیا جاتا ہے۔ لیکن ہر چند اصلیت کو چھپانے کی کوشش کی جائے۔ وہ چھپ نہیں سکتی ؎

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

ماسوا اس کے ذرا سوچیئے تو "دعوت" کی حسب ذیل عبارت کس "اہم سے اہم کام" کی غمازی کر رہی ہے؟

"جماعت اسلامی اس چیز کو امت مسلمہ کے لئے انتہائی خطرناک سمجھتی ہے کہ ملت اسلامیہ کے افراد اپنی اپنی گروہی عصبیت کی خاطر کسی بڑے سے بڑے اور اہم سے اہم کام کے لئے بھی جمع نہ ہوسکیں۔ چنانچہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والوں میں مختلف فقہی مسالک پر عمل کرنے والے اصحاب موجود ہیں۔ وہ اپنے اپنے مسلک پر کاربند رہتے ہوئے بھی اعلائے کلمۃ الحق کے بڑے مقصد کی خاطر خدا کے فضل سے

وعدہ کا آخری ماہ

بقایا داران چندہ تحریک جدید کی خدمت میں گذارش ہے کہ اب سال رواں کا صرف ایک ماہ باقی ہے۔ بہت سے دوستوں نے وعدہ کرتے وقت ادائیگی کا وقت نومبر یا آخر سال لکھوایا تھا۔ ان احباب کی اطلاع کے لئے گذارش کی جاتی ہے کہ اب سال کا آخری مہینہ ہے اللہ تعالیٰ اور اپنے واجب بالاحترام امام ایدہ اللہ تعالیٰ سے کئے گئے وعدہ کو پورا کرنا آپ کا فرض ہے۔ دفتر کی طرف سے فرداً فرداً یاددہانی کے علاوہ سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھی بقایا داران کو ان کی جماعتوں کو فہرست بقایا بھیجی جا چکی ہے۔ اور اکثر جماعتوں میں بذریعہ چٹھی یاددہانیاں بھیجی جا چکی ہیں۔ اور باقیوں میں بھیجی جا رہی ہیں۔ مجاہدین تحریک جدید جن کے ذمہ سال رواں کا سارا چندہ یا کچھ حصہ ابھی تک بقایا ہے وہ فوری طور پر خواہ اپنے ادپر تنگی وارد کر کے اس بقایا کو صاف کریں۔ اور سیکرٹریان مال خصوصیت سے اپنی اپنی جماعت کے بقایاجات وصول کر کے مرکز میں ارسال فرما دیں۔ اور اس بات کا تہیہ کریں کہ نیا سال شروع ہونے سے قبل وہ اپنی جماعت کی سوفی صدی وصولی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں آپ کا معاون ہو۔ آمین۔　　خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان

اعلان منسوخی وصیت

مکرم ڈاکٹر محمد عمر صاحب موصی نمبر ۱۰۱۸۶ ساکنہ جے پور راجستھان کی وصیت بقایا از اند از چھ ماہ ہونے کی وجہ سے منسوخ کر دی گئی ہے۔

تعجب ہے کہ کئی احباب دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرنے والے بلکہ زیادہ قربانی کا عہد باندھنے والے تساہل سے کام لے رہے ہیں۔ بقایا داروں کو چاہیئے کہ جلد بقایاجات کی ادائیگی کا فرض ادا کریں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کے چھ ماہ بعد تک وصیت کا چندہ ادا کرنا اس کی وصیت منسوخ کی جائے اور آئندہ اس سے جب تک وہ توبہ نہ کرے کسی قسم کا چندہ وصول نہ کیا جائے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ اپنی معذوری ثابت کر کے خود اپنی وصیت کی ادائیگی کے لئے انجمن سے مہلت حاصل کر چکا ہو۔"

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اخبار کا چندہ نومبر میں ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران کا چندہ اخبار بدر ماہ نومبر میں ختم ہو رہا ہے۔ مہربانی فرما کر جلد از جلد قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ وی پی کا انتظار نہ فرمایا کریں۔ اس طرح خرچ زیادہ ہونے کی صورت میں آپ کو ہی نقصان ہے۔ آپ کی طرف سے رقم بذریعہ منی آرڈر نہ آنے یا اخبار کے بند کر دینے کے متعلق کوئی جواب نہ آنے کی صورت میں چندہ ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل کا اخبار وی پی کیا جائے گا۔ وی پی واپس آنے پر اخبار تا وصولی قیمت روک لیا جائے گا۔

۱۔ عث ۱۵۱۳ مکرم محمد عثمان صاحب	۲۱ر نومبر ۱۹۵۲ء	
۲۔ عث ۱۶۸۳ ” چوہدری شیر علی صاحب	۷ر ”	”
۳۔ عث ۱۷۵۳ ” محمد عثمان صاحب	۷ر ”	”
۴۔ عث ۱۷۸۶ ” عبدالحق صاحب	۷ر ”	”
۵۔ عث ۱۷۸۷ مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ	۷ر نومبر ۱۹۵۲ء	
۶۔ عث ۱۷۸۸ مکرم چنگے خان صاحب	۷ر ”	”
۷۔ عث ۱۷۹۲ ” بخش الٰہی صاحب	۱۴ر ”	”
۸۔ عث ۱۷۸۹ ” ٹی۔ اے احمد صاحب	۲۱ر ”	”

نوٹ: اخبار بدر کے ہر پرچہ کا اعلان ہونے کے باوجود کئی خریداران بدر خط و کتابت کرتے وقت اور چندہ بھجواتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ نہیں دیتے اب پھر تمام خریداروں سے التماس ہے کہ اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر فرمایا کریں تا کہ خط و کتابت کرنے اور چندہ کا صحیح اندراج کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔　(مینیجر)

نتیجہ امتحان کتب سلسلہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خواہش کے مطابق نظارت ہذا کی طرف سے مختلف اوقات میں سلسلہ کی مختلف کتب کا امتحان لیا جاتا ہے۔ جس کی غرض یہ ہے کہ احباب جماعت میں کتب کا مطالعہ کا شوق پیدا کیا جائے اور احباب لٹریچر سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ چنانچہ اس دفعہ نظارت ہذا کی طرف سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ سبز اشتہار اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ابطال الوہیت مسیح کے امتحان کی تاریخ ۲۹ر اگست مقرر کر کے احباب کو شامل ہونے کی تحریک کی گئی تھی۔

اس امتحان میں مختلف جماعتوں کے ۴۹ افراد شامل ہوئے جن میں سے دو افراد پاکستان کے تھے۔ ان میں سے ۴۱ افراد امتحان میں کامیاب ہوئے اور مکرم صالح محمد صاحب آف سکندر آباد ۵۰ نمبروں میں سے ۴۳ نمبر حاصل کر کے اول آئے اور مکرم شیخ مسعود احمد صاحب آف قادیان اور حضرت صاحب منڈا اسگھر آف بمبئی ۴۲ - ۴۲ نمبر حاصل کر کے دوم آئے اور محمد عبدالغنی صاحب آف تیماپور ۴۱ نمبر حاصل کر کے سوم آئے۔ نظارت ہذا کی طرف سے اول، دوم اور سوم رہنے والے افراد کو انعام اور تمام کامیاب ہونے والے افراد کو سندات کامیابی امتحان بھجوائی جا رہی ہیں۔ اور ناکام ہونے والے افراد کے ساتھ نظارت ہذا کو پوری ہمدردی ہے۔ لیکن ساتھ ہی نظارت ہذا درخواست کرتی ہے کہ آئندہ امتحان میں جس کا اعلان بعد میں کیا جائے گا پوری تیاری کے ساتھ شامل ہوں۔

نام	نمبر
۱۔ مکرمہ امۃ السلام صاحبہ مبارس (یو پی)	۳۱
۲۔ ” نور الاسلام صاحبہ　”　”	۳۵
۳۔ ” زینت السلام صاحبہ　”　”	۴۰
۴۔ مکرم زمان احمد خان صاحب ابنیٹھ	۱۷
۵۔ ” مولوی غلام نبی صاحب مبلغ　”	۲۷
۶۔ ” افتخار احمد صاحب گھو گھیا ید یاکت (ن)	۲۲
۷۔ ” امیر یار صاحب لعبی چک ۔۔۔　”	۱۹
۸۔ ” منصور علی صاحب برہ پورہ (بہار)	۳۲
۹۔ مکرمہ سہیلہ صاحبہ بھاگلپور سٹی	۲۵
۱۰۔ مکرم حضرت صاحب منڈا اسگھر بمبئی (بمبئی)	۴۲
۱۱۔ ” حمید الدین صاحب　”　”	۱۷
۱۲۔ ” داؤد ابھائی مرچی　”　”	۱۹
۱۳۔ ” حکیم عبدالرحمٰن صاحب　”　”	۱۷
۱۴۔ ” شمس الحق خان صاحب کیرنگ سادا (اڑیسہ)	۱۷
۱۵۔ ” حنیف خان صاحب　”　”	۲۰
۱۶۔ ” بشیر الدین خان صاحب　”　”	۱۸
۱۷۔ ” سلامت اللہ خان صاحب　”　”	۱۹
۱۸۔ ” صلاح الدین صاحب عارف　”　”	۲۴
۱۹۔ مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ نسرین حیدرآباد دکن	۲۸
۲۰۔ مکرم میر احمد صاحب　”	۲۵
۲۱۔ ” بشارت احمد صاحب　”	۲۸
۲۲۔ ” سید ظفر اللہ صاحب　”	۱۷
۲۳۔ ” میر احمد صاحب　”	۲۷
۲۴۔ ” فضیل الرحمٰن صاحب　”	۲۳
۲۵۔ ” سیٹھ یوسف احمد الدین صاحب سکندر آباد	۲۹
۲۶۔ مکرم صالح محمد صاحب سکندر آباد	۴۳
۲۷۔ ” راشد محمد صاحب　”	۲۳
۲۸۔ ” مسیح الدین صاحب　”	۳۶
۲۹۔ ” بشیر الدین صاحب　”	۳۰
۳۰۔ ” فیروز الدین احمد صاحب کلکتہ (بنگال)	۲۹
۳۱۔ ” پی محمد عمر صاحب	۳۷
۳۲۔ ” حافظ عبدالمنان صاحب　”	۱۷
۳۳۔ ” شہاب الدین صاحب　”	۲۲
۳۴۔ ” شفیع احمد صاحب　”	۳۷
۳۵۔ ” شیخ مسعود احمد صاحب قادیان	۴۲
۳۶۔ ” ماسٹر محمد ابراہیم صاحب　”	۲۰
۳۷۔ ” محمود علی صاحب ہاشمی حیدرآباد دکن	۱۸
۳۸۔ ” محمد عبدالحی صاحب　”	۱۸
۳۹۔ ” محمد اسحاق صاحب　”	۳۱
۴۰۔ ” احمد عبدالحمید صاحب　”	۱۵
۴۱۔ ” محمد عبدالغنی صاحب تیماپور	۴۱

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

ترسیل زر اور دیگر امور متعلقہ اخبار بدر براہ راست مینیجر سے خط و کتابت کریں۔

فہرست وصولی "مد سفر امریکہ" بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۲ء

۱۔ جماعت احمدیہ جمشید پور	۱/-
۲۔ مکرم محمد نعیم اللہ صاحب احمدی بھوپال	۱/-
۳۔ جماعت احمدیہ حیدرآباد	۳۶/۶/-
۴۔ مکرم سید داؤد احمد صاحب مظفر پور	۵/-
۵۔ جماعت احمدیہ کیرنگ	۲۲/-
۶۔ مکرم محمد نور صاحب پٹنہ	۵/-
۷۔ پروفیسر سید اختر احمد صاحب پٹنہ	۵۰/-
۸۔ جماعت احمدیہ کالیکٹ	۸/-
۹۔ مکرم مولوی خلیل احمد خان صاحب سری پاریونڈ	۲/-
۱۰۔ ” کالے خان صاحب　”　”	۲/-
۱۱۔ مکرم سید عبدالستار صاحب بمبئی	۲/-
۱۲۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان	۵/-
۱۳۔ مکرم مولوی عبدالحمید صاحب دیہاتی مبلغ	۲/-
۱۴۔ مکرم مولوی محمد اسحاق صاحب　”	۱/-

میزان کل ۔۔ ۱۳۶

درخواستہائے دعا: (۱) ۸ر اکتوبر کو لاہور میں مکرم عبدالسلام صاحب ابن حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی عطا فرمائی ہے نومولود مکرم شیخ صالح محمد صاحب نیروبی کی نواسی ہے۔ احباب بچی کے صالحہ۔ قرۃ العین اور دراز عمر ہونے کیلئے دعا فرمائیں (۲) مکرم شاہ جی خان صاحب (جو مکرم عادل شاہ صاحب مرحوم صحابی کے صاحبزادہ ہیں) آجکل زئی میں بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ آپ اسمبلی صوبہ سرحد کے اکیلے احمدی ممبر ہیں۔ حضرت عرفانی صاحب اور حضرت سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر دکن میں اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ربوہ میں اور سرینگر میں اہلیہ محترمہ حکیم محمد سعید صاحب مبلغ عزیزہ اقبال احمد ۔۔۔ صاحب ابن خواجہ محمد سلطان صاحب ریٹائرڈ اور علیگڑھ میں عزیز فضل احمد صاحب اسیرہ۔ ۔۔۔ الدین صاحب سیکرٹری ۔۔۔ سرینگر اور خواجہ عبدالاحد صاحب تاجر گلگت میں جلد پیش آمدہ مالی ابتلا سے اور مولوی عبداللہ صاحب فاضل مبلغ مالابار دنیا بیمی سے

رفتارِ عالم

کینٹن۔ ۱۸ر اکتوبر۔ بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو آج چین پہنچ گئے۔ آج صبح ۱۱ بجے ان کا ہوائی جہاز کینٹن کے ہوائی اڈہ پر اترا جہاں ہزاروں اشخاص اور چینی افسروں نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ ہوائی اڈہ پر پیکنگ میں متعین بھارتی سفیر شری راگھون جو بھارت میں متعین چینی سفیر جنرل یوآن اور چین سرکار کے جنرل سیکرٹری کے انچارج مسٹر وانگ ہنگ نام بھی موجود تھے۔ جنرل سیکرٹری چینی کا ایک اہم محکمہ ہے۔ اور اس کے انچارج آج سپیشل ہوائی جہاز میں کینٹن پہنچے۔ شری نہرو ۱۲ دن کے لئے چین کا دورہ کریں گے۔ کینٹن میں شری نہرو نے کھانا ایک کشتی میں بیٹھ کر کھایا۔ اور پھر بذریعہ ہوائی جہاز ہانکاؤ چلے گئے۔ آپ نے رات وہاں گذاری۔ آپ کل منگلوار کو ۱۱ بجے صبح چین کی راجدھانی پیکن میں پہنچ جائیں گے۔ جہاں چینی وزیر اعظم چاؤ این لائی پولٹ بیورو کے ممبر اور اعلیٰ افسران آپ کا استقبال کریں گے۔

آپ ویٹ منہہ کی راجدھانی ہنوئی سے کینٹن پہنچے تھے۔ ہنوئی کے ہوائی اڈہ پر ویٹ منہہ کے وزیر اعظم فان وان ڈانگ اور نگران کمیشن کے صدر اور دوسرے زائد افسران نے آپ کو الوداع کہی۔ کل جب ہنوئی میں وزیر اعظم شری نہرو اور ویٹ منہہ کے صدر ڈاکٹر ہوچی منہہ کی ملاقات ہوئی تو ڈاکٹر ہوچی منہہ شری نہرو سے ساتھ گرمجوشی سے بغلگیر ہوئے۔

نئی دہلی۔ ۱۸ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ بھارت میں ٹینکوں کی تیاری کے سلسلہ میں ایک برطانوی فرم کے نمائندے بھارت پہنچ گئے ہیں کیونکہ بھارت سرکار ٹینکوں۔ جیٹ انجنوں اور دوسرے فوجی سامان کے سلسلہ میں خودکفیل بننا چاہتی ہے۔ ماہرین کی کمیٹی اب ٹینکوں کے کارخانہ کے لئے جگہ کا انتخاب کر کے رپورٹ پیش کریں گے

بھارت میں جیٹ انجنوں کی تیاری کے سلسلہ میں بھی بات چیت آگے بڑھ رہی ہے۔ جیٹ انجن برطانیہ کے جنگی جہازوں میں استعمال ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں رولز رائس فرم کے نمائندے اپنی رپورٹ پیش کر چکے ہیں۔

پانڈیچری۔ ۱۸ر اکتوبر۔ آج پانڈیچری سے ۱۲ میل دور کرنوز کے مقام پر فرانسیسی بستیوں کے عوامی نمائندوں کی تاریخی کانگرس نے بھاری اکثریت سے بستیوں کے بھارت میں ادغام کے حق میں ووٹ دیا۔ ان بستیوں کے میونسپل کمشنر کے نمائندے چار سو سال پرانے فرانسیسی راج کے جاری رہنے یا نہ رہنے کے سوال پر فیصلے دینے کے لئے ایک چھوٹے سے ہال میں اکٹھے ہوئے۔

پریس ٹرسٹ آف انڈیا کی اطلاع ہے کہ فرانسیسی بستیاں یکم نومبر کو بھارت کے حوالہ کر دی جائیں گی۔ اس روز بھارتی پولیس بستیوں میں داخل ہو جائے گی۔ اور فرانسیسی پولیس سے چارج لے لے گی۔ تب تک ان میں موجودہ انتظام جاری رہے گا۔ فی الحال بستیوں کی زبان فرانسیسی ہی رہے گی۔ اگر بستیوں کے انتظام میں کوئی تبدیلی کرنا مقصود ہوگا۔ تو یہ باہمی مشورہ سے کی جائے گی یکم نومبر سے ان بستیوں اور بھارت کے درمیان پاسپورٹ سسٹم ختم ہو جائے گا۔ اور اس کی سرحدوں پر مالابار پولیس کا جو دستہ متعین تھا وہ واپس بلا لیا جائے گا۔

نئی دہلی۔ ۱۷ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ جب پنڈت نہرو پیکنگ پہنچیں گے۔ تو روس کے وزیر جنگ مارشل بلگانن اور روسی وزیر تجارت جو کہ پنڈت نہرو کے انتظار میں اس وقت پیکنگ میں ہیں۔ انہیں سرکاری طور پر روس آنے کی دعوت پیش کریں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پہلے روسی وزیر اعظم مسٹر میلنکوف نے پنڈت نہرو سے ملاقات کرنے کے لئے پیکنگ آنے کا پروگرام بنایا تھا۔ مگر اب جبکہ پنڈت نہرو نے خود ماسکو جانا منظور کر لیا ہے میلنکوف نے پروگرام بدل دیا ہے۔

لکھنؤ۔ ۱۷ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن یہاں ڈیسٹرکٹ انسٹی ٹیوٹ میں بناسپتی کو رنگ دینے کے سلسلہ میں ان دنوں تجربے کئے جا رہے ہیں۔ ان تجربوں کے بعد انسٹی ٹیوشن اعلان کرے گی۔ کہ بناسپتی کو رنگ دینے کے لئے کیا کیا اشیاء ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ اتر پردیش سرکار کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جو شخص بناسپتی کو رنگ دینے کے لئے بہترین مسالہ کا انکشاف کریگا اُسے دس ہزار روپیہ انعام کے طور پر دیا جائے گا۔ اتر پردیش سرکار کی رائے میں ویجی ٹیبل آئل انسانی صحت کے منافی نہیں ہے۔ اور کہ اگر اسے رنگ دے دیا جائے تو اس کی فروخت پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہئے۔

شاہ آباد۔ ۱۷ر اکتوبر۔ پنجاب کے محکمہ پبلک ورکس کے الیکٹریسٹی برانچ کے ایک اعلیٰ افسر نے بتایا ہے کہ بھاکڑا ننگل پراجیکٹ سے بجلی اس سال کے آخر تک مہیا شروع ہو جائیگی گنگوال سے دھولکوٹ تک بجلی کے تار لگانے کا کام مکمل ہو گیا۔ اب سادھورہ کر دھولکوٹ پانی پت سیکشن پر کام کر رہے ہیں۔ اس نے بتایا۔ کہ پانی پت سے دہلی تک بجلی کے تار لگانے کا کام دسمبر تک مکمل ہو جائے گا۔

امرتسر۔ ۱۷ر اکتوبر۔ اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ آج برطانیہ اور ملایا وغیرہ کے دورہ کے بعد امرتسر پہنچے۔ انہیں سٹیشن سے دربار صاحب تک جلوس کی صورت میں لے جایا گیا۔

فلوریڈا۔ ۱۵ر اکتوبر۔ ہیٹی کے نائب قونصل نے بیان کیا کہ ایک ہولناک طوفان نے جس کو مقامی طور پر ہیزل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ فلوریڈا کے قصبہ "جرمی" کا نام و نشان مٹا دیا۔ اس کے ... ہزار باشندوں کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ ہولناک طوفان ساحل فلوریڈا کے شمال مغرب کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور راہ میں تمام مکانوں کو توڑتا اور جلا کر راکھ کرتا ہوا شمالی ہسپانیہ کی طرف لگا رہا تھا۔ سینکڑوں اشخاص اس کی لپیٹ میں آکر مر گئے۔ ہوا کی رفتار ۱۵ میل فی گھنٹہ تک پہنچ گئی۔ ساحلی دیہات اور قصبوں میں ہر طرف تباہی پھیل گئی۔

حیدر آباد۔ ۱۵ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان نے ۱۵ ہزار روپے کا ایک اور چیک گلبرگہ اور ملگام آباد کے فساد زدگان کے لئے بھیجا ہے۔ اس سے پہلے بھی دس ہزار روپے اس مقصد کے لئے دیئے جا چکے ہیں۔

اس طرح فساد زدگان کی امداد کے لئے دی جانے والی رقم اب ۲۵ ہزار روپے تک پہنچ گئی ہے۔ حیدر آباد پردیش کانگریس نے ملگام آباد کے فساد میں مالی نقصان کا اندازہ لگانے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی تھی اس نے بتایا ہے کہ نقصان کا اندازہ ۲½ لاکھ روپے سے زیادہ نہیں ہے

نئی دہلی۔ ۱۴ر اکتوبر۔ آل انڈیا ریڈیو کے شعبہ تحقیق نے ایسے طریقے ایجاد کئے ہیں جن کی مدد سے ریڈیو سیٹ مٹی کے تیل سے چلنے والے عام لیمپ سے چلایا جا سکتا ہے۔ توقع ہے کہ اس ایجاد سے بالخصوص دیہی علاقوں میں ریڈیو کے استعمال کو فروغ دینے میں بہت مدد ملے گی۔

یہ ایجاد آل انڈیا ریڈیو کے شعبہ تحقیق کے سری رام بادہ نے کی ہے۔ اور انہوں نے اس ایجاد میں علم طبیعیات کے اس مشہور اصول سے مدد لی ہے۔ اگر دو مختلف دھاتوں کے دو مقام اتصال کو مختلف درجہ حرارت پر رکھا جائے۔ تو اس سے بجلی کی رو پیدا ہو گی۔

اس سلسلہ میں تمام دشواریوں پر قابو پا لیا گیا ہے اور آل انڈیا ریڈیو کی لیبارٹری میں "تھرموکپلز" (دو دھاتوں کی آمیزش) کی پرکھ بھی کر لی گئی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ یہ "کپلز" کا یونٹ مٹی کے تیل سے کام کرتا ہے۔ روزانہ تین گھنٹے تک ریڈیو سننے پر ایک مہینے میں تین روپیہ خرچ ہوں گے۔ جو ڈرائی بیٹری اور ویٹ بیٹری کے مقابلہ میں ایک سستا نعم البدل ہے۔

ہفت روزہ بدر مورخہ ۲۱-۱۰-۵۴ رجسٹرڈ ایل پی نمبر ۸۶۱